

سوانح عمری سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ



تحفۃ القادریہ

تصنیفِ لطیف: حضرت سید خیر الدین شاہ ابو المعالی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ: علامہ [illegible] الدین نقشبندی مجددی

سوانح عمری

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحفۃُ القادریہ

تصنیف لطیف

حضرت سید خیر الدین معروف شاہ ابو المعالی لاہوری

اردو ترجمہ

ملک فضل الدین نقشبندی مجددی

فنی تدوین

محمد عالم مختار حق

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور



تمم گفتا بگو وصفِ کریم قُلتُ "بسم اللہ الرحمن الرحیم"

سوانح حیات عاشقِ لاابالی' حضرت شاہ خیرالدین محمد ابوالمعالی لاہوری قدس سرہ العزیز

نام ونسب

شاہ خیرالدین محمد اور لقب ابوالمعالی تھا۔ والد کا نام سید رحمت اللہ ولد میر سید فتح اللہ شاہ تھا۔ جدی سلسلہ اٹھائیس واسطوں سے حضرت موسیٰ المبرقعہ بن امام محمد تقی الجواد سے ملتا ہے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ سید فیض اللہ اپنے بیٹے سید مبارک علی کرمانی کے ہمراہ ۷۹۶ھ میں کرمان سے ہجرت کر کے واردِ ہندوستان ہوئے اور اوچ شریف میں سکونت اختیار کی۔ پھر نقل مکانی کرتے کرتے شیر گڑھ ضلع منٹگمری (ساہیوال) میں آبسے۔ اسی قصبے میں آپ کی ولادت ۱۰ ذی الحجہ ۹۶۰ھ ۱۷ نومبر ۱۵۵۲ء میں ہوئی۔ اس وقت ہمایوں بادشاہ ہندوستان کا حکمران تھا۔ آپ نے شیخ داؤد شیر گڑھی (حقیقی برادر زادہ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور تیس سال پیر روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل کو پہنچے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

وردِ لاہور

آپ عطائے خلافت کے بعد اپنے رہبرِ طریقت کے فرمان پر بعمر پچاس سال گوالمنڈی لاہور تشریف لا کر خلقِ خدا کی ہدایت میں مصروف ہوئے لاہور پہنچ

کر انہوں نے قبولِ عظیم حاصل کیا اور ہزاروں افراد آپکے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ بڑی کرامتوں کے مالک اور مقامِ ارجمند پر فائز تھے۔ زہد و ورع اور تقویٰ و ریاضت میں مشہورِ زمانہ تھے۔ منجملہ بہت سی کرامات کے آپ کی ادنیٰ کرامت یہ تھی کہ ان کا مرید بیعت کے روز ہی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت سے مشرف ہو جاتا اور یہ آپ کا بہت بڑا کمال تھا۔

یاد رہے کہ شیر گڑھ سے لاہور تک کے طویل سفر میں جہاں جہاں آپ نے قیام فرمایا وہاں تالاب، چاہ یا باغیچہ ضرور تعمیر کروایا۔ ایسی بعض تعمیرات آج بھی محفوظ ہیں جن کو جھوک شاہ ابوالمعالی کہا جاتا ہے۔

آپ میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے اور ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان سے دینیات کا علم حاصل کیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بے انتہا عقیدت تھی۔ وہ جب بھی لاہور تشریف لاتے، آپ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتے۔ آپ کے کئی مکتوبات شاہ ابوالمعالی کے نام ہیں۔ عہد جہانگیری کا ملک الشعراء طالب آملی بھی آپ کا مرید تھا۔ اس نے ایک شعر میں آپ کو ''یکے قطب است از اقطابِ لاہور'' کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ مشہور صوفی بزرگ شاہ حسین لاہوری بھی آپ کے ہمعصر تھے۔

وفات

آپ بعہدِ جہانگیر بادشاہ بعمر ۶۵ سال راہیِ ملک عدم ہوئے اس وقت لاہور کا صوبیدار اعتماد الدولہ میرزا غیاث الدین بیگ تھا۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۶۱۵ء ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری کے مندرجہ ذیل قطعہ سے موصوف کے سنینِ ولادت و رحلت مستخرج ہوتے ہیں۔

بوالمعالی خیرِ دینِ احمدی ۔۔۔ بود ذاتش معدنِ صدق و یقیں
سالِ تولید و وفاتش چوں زدل ۔۔۔ جست سرور بندۂ بس کمترین

گفت نیکو خیر دین تولید او رحلتش گفتا معالی خیر ین
٩٦٠ھ ١٠٢٥ھ

پیر غلام دستگیر نامی (متوفی ١٩٦١۔١٢۔١٦) کے مندرجہ ذیل ابیات سے شاہ صاحب کا سالِ وفات بلحاظ سنہ عیسوی ١٦١٥ء مستخرج ہوتا ہے۔

بسالِ عیسوی تاریخ نامی بگو "پاکیزہ صورت خیر دین" است
١٦١٥ء

چو نامی زہاتف بہ پرسید سال "بزرگ۔ آشناں خیر دیں" است گفت
١٦١٥ء

تعمیر مزار

آپ نے اپنا مقبرہ حینِ حیات ہی میں بنوانا شروع کر دیا تھا مگر تکمیل سے پیشتر ہی آپ رحلت فرما گئے۔ چنانچہ بقیہ عمارت کی تعمیر اور گنبد آپ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے شاہ محمد باقر نے تعمیر کیا۔ مزار کا گنبد ساخت میں ہشت پہلو ہے جو حضرت پیر دستگیر کے روضے کی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کا مزار فلیمنگ روڈ پر مرجعِ خلائق ہے۔ مزار کے قریب ایک مسجد ہے جو شاہ ابوالمعالی صاحب نے خود تعمیر کرائی تھی۔ پھر سکھوں کے عہد میں غوثی خاں توپ خانہ والے نے دوبارہ تعمیر کروائی۔ آپ نے ایک کنواں بھی مسجد کی مشرقی جانب تعمیر کرایا۔ آپ کے مزار کے احاطے میں بہت سی دوسری قبریں بھی ہیں۔ جن میں آپ کی اہلیہ کے علاوہ بعض دیگر رشتے دار بھی مدفون ہیں۔ لاہور میں یہ غالباً پہلا مزار ہے جس پر سال میں چار میلے لگتے ہیں۔ پہلا میلہ عرس کے موقع پر ١٧ ربیع الاوّل کو پھر عیدین اور شب برأت کے تہواروں پر بھی میلے منعقد ہوتے ہیں۔ قوالی کی محفلیں بھی بجتی ہیں اور کثرت سے لوگ ان میلوں میں شریک ہوتے ہیں۔

احاطۂ مزار میں بڑ کا ایک نہایت قدیم درخت کھڑا ہے جس پر بیشمار کبوتروں کا ڈیرہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد درویش

(مدفون شیر گڑھ) جو تذکروں میں ''برقع پوش'' کے نام سے مشہور ہیں' کبوتروں سے محبت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ صبح سویرے انسانوں سے پہلے ذکرِ خداوندی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے یہاں بہت سے کبوتر پالے۔ اس وقت سے لیکر تا ایں دم یہاں ہزاروں کی تعداد میں کبوتر موجود رہتے ہیں اور عقیدت مند ان کے دانے دنکے کا سامان مہیا کرتے رہتے ہیں۔

تصانیف

آپ صوفیانہ عقائد کی کئی ایک کتب کے مصنف بھی تھے' ان میں سے معلومہ تصانیف کے کوائف درج ذیل ہیں۔

۱۔ اصولِ صوفیہ: یہ مختصر سا رسالہ فقر و سلوک کے اصول اور فقر و تصوف کی اصطلاحات کی تشریح پر مشتمل ہے۔ موضوع کی مناسبت کے لحاظ سے شاہ صاحب نے کتاب میں چند رباعیاں بھی درج کی ہیں۔ یہ رسالہ ''تحفۃ القادریہ'' کے ساتھ سیالکوٹ سے چھپا' جو صفحہ ۱۸۳ سے صفحہ ۱۹۶ تک محیط ہے۔

۲۔ تحفۃ القادریہ: اس کتاب میں حضرت شاہ ابوالمعالی نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سوانح حیات مرتب کیے ہیں۔ یہ کتاب اکیس ابواب پر مشتمل ہے جس میں پیر دستگیر کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کا افتتاح آپ نے اپنے اس شعر سے کیا ہے:

؎ ہاتفم گفتا بگو وصفِ کریم قلت بسم اللہ الرحمن الرحیم[1]

کتاب کا فارسی متن حسب الحکم شیخ تاج الدین صاحب ۱۳۱۰ھ میں سیالکوٹ سے اشاعت پذیر ہوا۔ کتاب کا اردو ترجمہ ملک فضل الدین نقشبندی مجددی نے کیا جو اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور سے شائع ہوا۔ اب اسی ترجمہ کی اشاعتِ نوطباعت کے جدید تقاضوں کے مطابق راقم کی نظر ثانی' حواشی اور باضافہ حالات مصنف قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور کی جانب سے پیش کی

جاری ہے۔ نظر ثانی کے سلسلے میں دو نسخوں سے مدد لی گئی۔ پہلا مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۱۰ھ دوسرا خطی نسخہ محررہ ۱۳۲۶ھ مملوکہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مدیر ماہنامہ ''جہان رضا'' لاہور)

۳۔ حلیہ سرورِ دو عالم۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک تحریر کیا گیا ہے۔ اس رسالے کی موجودگی کا تاحال علم نہیں ہو سکا۔

۴۔ دیوانِ غربتی۔ آپ شاعر بھی تھے اور غربتی تخلص کرتے تھے۔ بعض جگہ مسلمی اور معالی کا تخلص بھی ملتا ہے۔ ان کا دیوان پنجاب یونیورسٹی لائبریری مجموعہ آذر میں محفوظ ہے۔ کلام کا کچھ حصہ نمونۃً ڈاکٹر ظہور الدین احمد کے مقالہ ''شاہ ابوالمعالی لاہوری (شاعر)'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ مقالہ ''نذر رحمٰن'' مرتبہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء میں شامل ہے۔ دیوان کے آخر میں شیخ محی الدین عبدالقادر کی مدح میں ایک قصیدہ ''مفرح الارواح'' درج ہے جس کے متعلق ''تحفۂ قادریہ'' میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب اور عشاء کے درمیان عراق کی طرف منہ کر کے پڑھے یا پڑھنا نہ جانتا ہو تو لکھا ہوا ہاتھ میں لے کر کھڑا رہے تو رحمتِ الٰہی کے آثار نمایاں ہوں گے اور ہر مصیبت سے خلاصی پائے گا۔ یہ قصیدہ کتاب مذکور کے باب نمبر ۱۶ میں دیا گیا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔

۵۔ رسالہ شوقیہ المعروف ''بہ ہفت گریہ''۔ ایک محفل میں طالبانِ حق کی گریہ زاری پر ایک معترض کے جواب میں یہ رسالہ شکل پذیر ہوا۔ مصنف نے اپنے جواب کی تقویت اور زور استدلال کیلیے صوفیہ کے اشعار نقل کیے ہیں اور موقع و محل کی مناسبت سے ہندی دوہوں سے بھی کام لیا ہے۔ یہ رسالہ مطبع اسلامیہ لاہور سے ۱۳۱۰ھ میں چھپا۔ اسکی ابتداء میں مولانا مشتاق احمد انبٹھوی صابری نے شاہ ابوالمعالی کے حالات درج کیے ہیں۔

۶۔ رسالہ نوریہ۔ یہ رسالہ غوث الاعظم کے عربی اقوال پر مشتمل ہے جس کا

ترجمہ شاہ صاحب نے فارسی میں کیا ہے اور جا بجا اشعار کے استعمال سے موضوع کو دلچسپ بنایا ہے۔ قول کو ''لائحہ'' کے تحت درج کیا ہے اور اس طرح کل گیارہ لائحوں پر کلام کیا ہے۔ یہ رسالہ سیالکوٹ سے تحفۃ القادریہ کے ہمراہ اشاعت پذیر ہوا جو اس مجموعہ کے صفحہ ۱۷۱ سے صفحہ ۱۸۳ پر مشتمل ہے۔

۷۔ روضۃ الاوراد۔ یہ رسالہ قادریہ درویشوں کیلیے بطور لائحہ عمل مرتب کیا جو چار فصلوں پر مشتمل ہے۔

فصلِ اول: دعا اور استغفار

فصلِ دوم: کلماتِ دعائیہ۔ آخر میں غوث اعظم کی مدح میں اپنی منقبت درج کی ہے۔

فصلِ سوم: فجر سے لے کر سونے تک کے اذکار و ادعیہ جو سلسلہ قادریہ میں مروج ہیں۔

فصلِ چہارم: نفی خواطر یعنی دل میں غلط اندیشوں سے نجات کا طریقہ

یہ رسالہ تحفۃ القادریہ کے ساتھ ۱۳۱۰ھ میں سیالکوٹ سے چھپا جو اس مجموعہ کے صفحہ ۱۹۷ تا صفحہ ۲۰۲ پر مشتمل ہے۔

۸۔ زعفران زار۔ اس رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطائف وظرائف جمع کیے گئے ہیں اور اس کے ہر لطیفہ یا واقعہ کو رائحہ' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ کتاب چار چمن پر منقسم ہے۔

چمن اول۔ نبی اکرم کے مطائبات۔

چمن دوم۔ صحابہ کرام کے وہ لطائف جو رسول اللہ کے موجودگی میں ہوئے۔

چمن سوم۔ وہ لطائف جو صحابہ کرام کے آپس میں واقع ہوئے۔

چمن چہارم۔ بعض واقعات میں برمحل اشعار کا استعمال۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ تاجران کتب قومی کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا۔

۹۔ گلدستۂ باغِ ارم: اس مختصر رسالے میں لطائف' ظرائف' نکات اور حکم بیان کیے گئے ہیں۔ یہ گلدستہ چار طرازوں سے مزین کیا گیا ہے۔

طرازِ اول در بیان اخبار کائنات ......طرازِ دوم در لطائفِ اولیاء

طرازِ سوم در اقوال حکما......طرازِ چہارم در نصائح

اس رسالے کا اردو ترجمہ ملک فضل الدین مجددی نقشبندی نے کیا اور اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور سے شائع ہوا۔

۱۰۔ مونسِ جاں۔ یہ رسالہ حکمت آموز اور بصیرت افروز حکایات کا مجموعہ ہے جو چار مقالات پر مشتمل ہے۔

مقالہ اول در حقائق — مقالہ دوم در احادیث وکلماتِ مشائخ

مقالہ سوم در محبت — مقالہ چہارم در ذکر شعراء

پایانِ کتاب فنِ خطاطی پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ تاجرانِ قومی کتب کشمیری بازار لاہور سے شائع ہوا۔

۱۱۔ ہشت محفل۔ یہ کتاب شاہ ابوالمعالی کے ملفوظات پر مشتمل ہے جسے انکے فرزند سید محمد باقر نے مرتب کیا۔ جیسا کہ نام سے عیاں ہے' یہ شاہ ابوالمعالی صاحب کی آٹھ محفلوں کی روداد ہے۔ اس کتاب کا فارسی متن اول مرتبہ ڈاکٹر ظہور الدین احمد کے اردو ترجمہ کے ساتھ اسلامک بک فاؤنڈیشن سمن آباد لاہور سے ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔

۱۲۔ پازدہ ابیات قصیدہ الصبابیہ۔ یہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف ہے۔ شاہ صاحب نے اس کا ترجمہ' تشریح وتوضیح کی ہے۔ اس کا خطی نسخہ کتاب خانہ الریاض مملوکہ جی معین الدین میں موجود ہے۔ (بحوالہ ہشت محفل)

لاہور یکم ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ — ۱۴ دسمبر ۲۰۰۴ء — محمد عالم مختار حق

(۱) مثنوی مظہر الآ ثار از سید شاہ جہانگیر ہاشمی مطبوعہ سندی ادبی بورڈ کراچی ۱۹۵۷ء کے مصحح و مقدمہ نویس سید حسام الدین راشدی نے ایسی ۱۰۶ مثالیں پیش کی ہیں جن میں بسم اللہ کی تضمین کی گئی ہے۔ راقم نے یہ تعداد ۱۱۱ تک پہنچادی ہے۔

اُردو ترجمہ

تحفۂ قادریہ

یعنی

سوانح عمری حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہا قلم گفتا بگو وصفِ کریم
قُلتُ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے حمدِ تو سر دفتر توقیع کلام از نامِ تو کامِ دہر خستہ تمام
حمدے کہ سزائے حضرتِ تست کدام گفتم کہ برائے حضرتِ تست مدام

حمدِ دلکشا خاص اس قادرِ مطلق کو واجب ہے، جس نے کہ سلسلۂ قادریہ کو معرفت اور حقیقت کے دنگل کے شیروں کی گردن کا زیور بنایا ہے اور درود جانفزا اس خواجۂ ہر دوسرائے کو جس نے ایک ہی حملے سے کفر و کافر کی بنیاد کو نیست و نابود کر دیا اور رفیع الاعلام اسلام کا سلام اُن کی آلِ عالم نظام اور اصحاب کرام پر ہمیشہ ہو۔ خصوصاً انکے نائب اور وارث پر کہ جس نے دین پروری کا جھنڈا عزت کی بلندی پر بلند کیا۔

(نظم)

شیخ محی الدین شہِ عالی سند فی جلالتہ ہو الفرد الاحد
آنکہ چوں جدش بر دو عالم سرور است ہر چہ بتواں گفت زِ آنہا برتر است

اور جب یہ معلوم ہے کہ اس کی کبریائی کے غلبے نے بڑے بڑے عقلمندوں کی عقلِ نکتہ داں کو حیرت کی وادی میں سرگرداں اور حیراں کردیا ہے اور رنگ آمیز نقاشوں کی تحریر کا قلم اس کے جمالِ باکمال کے نظارہ میں تحیر کی انگلیوں میں عاجز ہے تو مجھ جیسا ناقص خواہ کتنا ہی کہے اور کوشش کرے' اس کے جمالِ باکمال کی نسبت کیا کہہ سکتا ہے اور اس کے جہان کو آراستہ کرنے والے تعریف کے موتی کو کب پرو سکتا ہے۔ (مثنوی)

کس چہ داند ثنائے او گفتن ــــ یا دُرِ وصفِ پاک او سفتن

وصف پاکش ہمانکہ خود گفت است ــــ دُرِ مدحش ہمانکہ خود سُفت است

مافی الصبابة منهل مستعذب ــــ الاولیٰ فیها الذواطیب

وما فی الوصال مکانة مخصوصة ــــ الاومنزلتی اعز و اقرب

وهبت لی الایام رونق صفوها ــــ محلی منا هلها وطاب المشرب

وغدوت مخطوباً بکل کریمة ــــ لایهتدی فیها اللبیب ویخطب

انا من رجال لایخاف جلیسهم ــــ زیب الزمان ولا یری مَا یرهب

قوم لهم فی کلّ مجد رتبه ــــ علویة وبکل جیش موکب

انا بلبل الافراخ املا ورحها ــــ طرماوفی العلیاء باز اشهب

وصخت لی الامال لامنیه ــــ ارجو ولا موعودة اترقب

وصخت جیوش لحب تحت مشیّتی ــــ طوعاً ومهما رسته لاتفرب

ما زلت ارتع فی میادین الرضا ــــ حتّی وهبت مکانة لاتوهب

اضحی الزمان کحلة مرقومة ــــ تزهو ونحن لها الطراز المذهب

افلت شموس الاولین وشمسنا ــــ ابداً علی الافق العلیٰ لَا تغرب

امابعد فقیر حقیر حضرت قادریہ ابوالمعالی محمدؒ خدا اس کو اول و آخرؒ ظاہر و باطن اپنے شیخ کی محبت میں مستغرق رکھے' عرض کرتا ہے کہ یہ کتاب مسمےٰ بہ "تحفۃ القادریہ"

جس میں حضرت قادریہ کے حالات سے تھوڑا سا درج کیا جاتا ہے۔ چند معتبر کتابوں مثلاً بہجۃ الاسرار اور خلاصۃ المفاخر اور مفتاح الاخلاص گیلانی سے انتخاب کر کے چند بابوں میں مرتب کی گئی ہے۔ اس امید پر کہ یہ تحفہ مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور وصول کا وسیلہ ہو اور یہ غزل فقیر کی مسلمی تخلص کے نام سے ہے۔

(غزل)

شد بجاں ملک و مَلِکْ خاکِ شہِ گیلانی — ایں چہ قدر راست زہے قادر شہہِ سلطانی
جوق جوق از فضلا وبدلا ونجبا — ہست استادہ براں در پۓ ربانی
می رسد سلسلہ اش تابعلی الاعلیٰ — وائے برتو ازیں قافلہ گروامانی
ہر کہ دیوانہ ایں سلسلہ باشد باشد — مست و ہشیاری وہم عاشقی و عرفانی
دستِ جود و کرم حضرتِ فیاض توئی — ہرچہ باید ہمہ داری و نداری ثانی
گر ز لطفِ تو شود طبع حسن ہمراہم — از پے مدح تو خواہم کہ کنم حسانی
مسلمی از دل و جاں گشتہ گدائے درِ تو — ارحم ارحم لمساکینک یا جیلانی

فہرست ابواب

فصل ۲۔ اس بارے میں کہ آنحضرتؓ کو وسیلہ بنانا دونوں جہانوں کی نجات کا سبب ہے۔

باب دھم۔ نقضائے حاجات میں آنحضرتؓ کو وسیلہ بنانے میں۔

باب یاز دھم۔ آنحضرتؓ کے ان حالات میں جن کو آنجناب کی زبانِ حال نے بیان فرمایا۔

باب دو ازدھم۔ آنحضرتؓ کے قول قدمی هٰذِهٖ علٰی رقبة کل ولی اللّٰہ کے بیان میں۔

باب سیز دھم۔ اس بارے میں کہ یہ کلمہ آپ نے خداوند تعالیٰ کے حکم سے فرمایا۔

باب چھار دھم۔ آنحضرت کے اس قول کی نسبت مشائخ کرام کا آنجنابؓ سے پہلے خبر دینے کے بیان میں۔

باب پانزدھم۔ مشائخ متقدمین و متاخرین کا آپؓ کی تعریف کرنے کے بیان میں۔

باب شانزدھم۔ آنحضرتؓ کی سلطنت کا جنوں انسانوں اور ابدالوں اور تمام مخلوقات حتیٰ کہ صرع اور جنے پر ہونے کے بیان میں۔

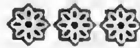
باب ھفتدھم۔ آنحضرتؓ کی مجلسِ وعظ کے بیان میں۔

باب ھژدھم۔ آنحضرت کی تدریس اور فتوٰی کے بیان میں۔

باب نوز دھم۔ آپ کی وفات کے بیان میں۔

باب بستم۔ آپ کے نسب کے بیان میں۔

باب بست ویکم۔ آنحضرت کی اولاد اور ان کے تفقہ کے بیان میں۔



باب اول

آنحضرت کی ولادت کے بیان میں

قاضی القضاۃ ابونصر صالح بن شیخ عبدالرزاق بن حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نقل کرتے ہیں کہ جب اس جہان کے بادل کے قطرے اور خدا شناسی کے دریا کے موتی نے پدری صلب کے آسمان کی بلندی سے مادری رحمیہ صدف میں نزول اور حلول فرمایا اس وقت آنجناب کی والدہ شریفہ کی عمر قریباً ساٹھ سال تھی اور یہ بھی ایک ظاہر اکرامت اور بیّن دلیل ہے۔ ساٹھ سال کی عمر میں جو کہ توالد و تناسل کیلیے ناامیدی کا زمانہ ہوتا ہے۔ آپکا وجود مبارک بطور خرق عادت ظاہر ہوا۔

(قطعہ)

بر زمینے کہ خضر ساں روی اے آبحیات گر ہمہ سنگ بود سبزۂ تر بر گیرد
نخل خشکے کہ بزیرش نفسے بنشینی سبز و خورم شود و باز زسر برگیرد

ہاں اے درویش یہ مردہ اور افسردہ دل جو کہ وصل خدا کے حصول سے ہمیشہ ناامید رہتا ہے اگر محبت تامہ کے باعث اس کی مہربانی سے محرم اسرار اور مخزنِ انوار ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں (رباعی)

آنی کہ ندانم کہ تراچہ تواں گفت ہرگز دُرِ اوصاف ترا نتواں سُفت
ہر دل کہ خرابِ تستٗ پیدا و نہفت از تخمِ محبتِ تو گل گُل بشگفت

اور اے درویش یہ بھی واضح رہے کہ اس زمانے میں جو کہ ناامیدی کا زمانہ ہے انوار انفاس جنسوں کے حاصل کر لینے سے ہی امید کا پھول نہیں کھلتا۔ تاوقتیکہ اس کے کرمِ عمیم کی نسیمِ کرم نہ چلے۔ (قطعہ)

نیست امروز کسے رائے مقصود بجام مگرِ آنکس کہ گدائے شہِ فرخندہ لقاست
قطب الاقطاب شہنشاہِ ہمہ اہل اللہ کہ علمہاے جلالش زسمک تا بسماست

غزل

گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است　　از طفیلِ شہِ عبدالقادر گیلانی است
ہرکہ ناہدازرہ او در حریم رازِ عشق　　ہمچو سینا راہ نے یابد کہ شیطانی است
شیخ خرقانی یکے از خرقہ پوشانِ ویست　　زاں جہت لورالقب در مرد ماں خرقانی است
سہروردی نیز ملتانی است پیشِ درگہش　　گرچہ اورا صد ہزاراں بندۂ ملتانی است
ہمت ہردم جلوہ گراز چہرہ اش حُسنِ حَسَن　　زانجمالش مصطفیٰ راراحت وریحانی است
صد انا الحق گوبتائید حمائتہائے او　　فارغ از دار سیاست غافل از زندانی است
مسلمی را یاشہِ گیلانی از لطف وکرم　　سوئے خودآوازہ کن واماندہ از حیرانی است

ابونصر صالح رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آنجناب کی ولادت چار سو ستر ہجری میں ہوئی۔ (قطعہ)

آنکہ ہژدہ ہزار بندۂ اوست　　غوثِ اعظم شہ خجستہ نہاد
چوں زباغِ حسن چوگل بشگفت　　چار صد بود بعد ازاں ہفتاد

آنحضرت کی تاریخ ولادت بطور معما اور ایما اس طرح پر لکھی ہے۔ (رباعی)

باغ نبوی کہ بود باغے نادر　　زاں باغ زگل دمید عبدالقادر
چیرے کہ بزیرِ گل دراں ہست شدہ است　　تاریخ زمولدِ شریفش صادر

پوشیدہ نہ رہے کہ مندرجہ بالا اشعار میں جو لفظ (زیرِ گل) لکھا ہے اس سے (دمید عبدالقادر) ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اگر (دمید عبدالقادر) کو بحساب ابجد شمار کیا جائے تو چار سو ستر ظاہر ہوتے ہیں۔ جو سنہ ولادت مقصود ہے اور ابوالفضل احمد کی روایت کے مطابق آنجناب کا سنہ ولادت چار سو اکہتر ہے۔ ایک اور تاریخ بھی اس روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ (قطعہ)

پادشاہے کہ اولیاء اللہ　　زیرِ پائش نہادہ جملہ رکاب
زاں ولی مالک الرقاب آمد　　سالِ تاریخِ مولدش بجناب

شیخ ابوسعید عبداللہ اور ام جمیلہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت کی والدہ ماجدہ بارہا فرمایا کرتی تھیں کہ جب میرا فرزند ارجمند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان کے دنوں میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا تھا۔ (فرد)

تعالیٰ اللہ زہے ذاتے کہ چوں نیرنگ ہستی یافت
صفائی گوہر پاکش از پرہیزگاراں زد

اور فرمایا کہ ایک دفعہ رمضان شریف کا چاند بہ سبب بادل کے دکھائی نہ دیا لوگوں نے آ کر مجھ سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ میرے فرزند نے آج دودھ نہیں پیا۔ آخرش تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ رمضان کا دن تھا اور شہر میں اس بات کا بہت چرچا ہوگیا کہ سادات کے ایک گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان مبارک کے دنوں میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔ (قطعہ)

ہرکہ را عاقبت بود محمود ہم در اوّل براہِ صدق و صفاست
راست گفتند ایں مثلِ دوم خوبیِ میوہ از گلشن پیدا ست

قاضی القضاۃ ابی نصر صالح بھی اپنے چچا عبدالوہاب سے اس طرح پر روایت کرتے ہیں کہ عجم کے مشائخ اور علماء کہتے ہیں کہ جب شیخ عبدالقادر پیدا ہوئے تو رمضان کے دنوں میں دودھ نہ پیتے۔

آنحضرت کے فرزندِ ارجمند شیخ عبدالرزاق یوں روایت کرتے ہیں کہ جناب فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اوائل عمر میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تھا تو غیب سے ایک آواز آیا کرتی تھی کہ (اِلیّٰ یا مبارک) یعنی اے میرے مالک میری طرف آ۔ (فرد)

چند سُوئے دگراں میروی اے راحتِ جاں
سُوئے من آ کہ ترا یارِ وفادار منم

جب مَیں اس آواز کو سنتا اور ادھر ادھر کسی شخص آواز دہندہ کو نہ پاتا تو خوف

کے مارے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے۔ دوڑ کر ماں کی گود میں آ گرتا اور اب میں اس آواز کو خلوت میں سنتا ہوں اور تیز یہ بھی فرمایا کہ ایام جوانی میں جب میں سیر و سیاحت کرنے لگتا تو ایک آواز سنتا کہ اے عبدالقادر! میں نے تمہیں اپنا گرویدہ بنایا ہے لیکن آواز دہندہ دکھائی نہ دیا کرتا اور جب مجاہدہ کے دنوں میں مجھ پر نیند غلبہ کرتی تو صدا میرے کانوں میں آیا کرتی کہ اے عبدالقادر! میں نے تجھے اس لیے پیدا نہیں کیا کہ سورہے میں تے تو تجھ کو اپنا گرویدہ بنایا ہے اور یہ کہ تو پہلے کچھ بھی نہ تھا اب جبکہ تو کچھ ہوگیا ہے۔ مجھ سے غافل نہ ہو۔

اور شیخ عبدالرزاق یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو اپنا ولی اللہ ہونا کب سے معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ دس سال کی عمر میں جبکہ میں مکتب جایا کرتا تھا تو اپنے گرد فرشتوں کو چلتے ہوئے دیکھتا اور جب میں مدرسے پہنچتا تو فرشتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا (افسحو الولی اللّٰہ) اٹھو اور خدا کے ولی کو جگہ دو۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس سے میرا سابقہ تعارف نہ تھا۔ جب اس نے فرشتوں کی آواز کو سنا تو مکتب کے لڑکے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے اس کے بعد فرمایا: (سیکون لہٗ لشان عظیم یعطی فلا یمنع ویتمکن فلا یحجب ویقرب فلایمکث) (مثنوی)

گفت ے باشد ز الطاف کریم — ایں جواں را عاقبت شان" عظیم
باشدش تمکیں علیٰ وجہِ صواب — کس نباشد ہیچ دل را احتجاب
واصلِ حق باشد و مہجور نے — قُرب‌ہا باید بداں ممکور نے

اس واقعہ کے چالیس سال کے بعد میں نے اس شخص کو پہچانا کہ وہ اسوقت کے ابدالوں میں سے تھا۔ (غزل)

تشنہ لب گریاں بسوئے بحرِ عرفان میروم — سرزدہ چوں سیل اشک خود بافغاں میروم

پابخار و خارہ در راہِ فنا بر بوئے او — کشتہ ام دیوانہ و گریاں وخنداں میروم
حاجۓ بغداد گیلانم زشوقِ حضرتش — گہ سوئے بغداد گاہے سوئے گیلاں میروم
ہم عرب شدہم عجم صید تو اے تُرکِ عجم — براسیرِ خویش رحمے کن کہ حیراں میروم
بادلِ پُرخون و چشمِ خوں فشاں در راہِ او — میروم زانساں کہ گوئی در گلستاں میروم
باسگانِ کوئے او عقدِ محبت بستہ ام — ہر دم از راہِ وفا سوئے محبّاں میروم

غربتی آں سروقد خضرِ مبارک پے کُجا است
تاشود رہبر کہ سوئے آبِ حیواں میروم

شیخ عبدالرزاق نقل کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ میں اٹھارہ سال کی عمر میں گیلان سے بغداد آیا اور مشائخ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ حضرت محی الدین ۴۸۸ھ میں بغداد میں پہنچے اور بڑی کوشش کے ساتھ تحصیلِ عُلومِ میں مشغول ہوئے۔ پہلے قرآن شریف پڑھنے میں اور بعد ازاں فقہ، حدیث اور عُلومِ دینیہ میں مشغول رہے۔ ان بزرگوں کی خدمت میں جو کہ اس وقت درس و تدریس کیلیے مقرر تھے۔ تھوڑی مدت رہ کر اس قدر لیاقت حاصل کی کہ اپنے ہمسروں سے لائق و فائق ہو گئے اور ۵۲۱ھ میں اہلِ زمانہ سے متمیّز ہو کر منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت میں مشغول ہوئے اور عرب کے تمام فصحا انکی کلام کے مشتاق اور ان سے فوائدِ تام حاصل کرنے میں مصروف ہوئے۔

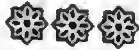
(غزل)

آں ترکِ عجم چوں زمئے حُسن طرب کرد — برپشتِ سمند آمدہ و صَیدِ عرب کرد
چوں کاکلِ ترکانہ برا نداخت بمستی — غارت گری کوفہ و بغداد و حلب کرد
خوباں کہ زخوبی چوں گُلِ سبزہ نمودند — از ناز ہمہ زیرِ قدم کرد عجب کرد
آں ماہِ چہ ماہے وچہ شاہے است کہ از عشق — ہر غمزدۂ یافت از د ہر چہ طلب کرد
داری خبرے اے مہِ جیلی کہ معالی — بریادِ تو القادر والقادر ہمہ شب کرد

شیخ ابوعبداللہ محمد سے منقول ہے کہ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ ابھی لڑکپن میں ہی تھا کہ ایک دفعہ عرفہ کے دن ایک گائے کے پیچھے پیچھے ہولیا اور جنگل کو چلا جا رہا تھا کہ گائے نے مڑ کر میری طرف منہ کیا اور کہا (یاعبدالقادر مالھذا خلقت ولا بھذا امرت) کہ اے عبدالقادر نہ تو تو اس واسطے پیدا کیا گیا ہے اور نہ تجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت میں ڈر گیا اور واپس آ کر گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور حاجیوں کو عرفات میں کھڑے ہوئے پایا تب اپنی والدہ کے پاس آ کر عرض کی کہ مجھے خدا کے کام میں لگاؤ اور مجھے اجازت دو کہ میں بغداد میں جا کر تحصیل علم میں مشغول ہوں اور خدا کے نیک بندوں کی زیارت کروں مجھ سے اس بات کا سبب پوچھا۔ میں نے گائے والا ماجرا سنایا۔ انہوں نے رو دیا اور اٹھ کھڑی ہوئیں اور میرے والد بزرگوار کی میراث باقی ماندہ سے اسی (۸۰) دینار لے آئیں۔ ان میں سے چالیس دینار میرے بھائی کیلئے رکھ لیے اور باقی چالیس کو میری بغل کے نیچے میرے کپڑے میں سی دیے اور مجھ کو سفر کی اجازت مرحمت فرمائی اور مجھ سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لیا اور میرے وداع کرنے کو باہر تشریف لائیں اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کی خاطر میں نے تجھ سے قطع تعلق کیا اور قیامت تک تمہارا منہ نہیں دیکھوں گی۔ میں تھوڑے سے قافلہ کے ہمراہ بغداد کو چل دیا۔ جب ہم ہمدان سے گذرے تو ساٹھ سوار نکلے اور قافلے کو گھیر لیا اور میری جانب کسی نے خیال نہ کیا۔ ایک ان میں سے میری طرف آیا اور پوچھا کہ اے فقیر تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار! اس نے پوچھا کہاں ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میری بغل کے نیچے کپڑے میں سیے ہوئے ہیں۔ اس نے گمان کیا کہ شائد مجھ سے ہنسی کرتا ہے۔ چھوڑ دیا اور دوسرا آیا۔ اس نے بھی پہلے کی طرح پوچھا۔ میں نے بھی ویسے ہی جواب دیا۔ جیسے کہ پہلے کو دیا تھا۔ وہ دونوں مل کر اپنے سردار کے پاس گئے اور جو کچھ مجھ سے سنا تھا اس کو کہہ سنایا۔ اس نے

مجھے بلایا۔ وہ مجھے ایک ٹیلے پر جہاں کہ قافلہ والوں کا اسباب تقسیم ہو رہا تھا لے گئے۔ اس نے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار۔ اس نے کہا کہاں ہیں۔ میں نے کہا میری بغل کے نیچے کپڑے میں سیے ہوئے ہیں۔ اس نے میرا جامہ پھاڑ دینے کا حکم دیا اور جو کچھ میں نے کہا تھا۔ ان کو مل گیا۔ پس اس نے کہا کہ تجھے کس بات نے اقرار کرنے کی جرأت دلائی۔ میں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھ سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لیا تھا۔ میں نے اس عہد میں خیانت نہیں کی۔ پس ان کا سردار رو پڑا اور کہا کہ تو اپنی والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کرتا اور میں چند سال کے عرصہ سے خداوند تعالیٰ کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں اور میرے ہاتھ پر اس نے توبہ کی۔ پس اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تو راہزنی میں ہمارا سردار تھا۔ اب توبہ میں بھی ہمارا سردار ہو۔ سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور جو مال و اسباب قافلہ والوں کا لوٹا تھا۔ واپس دے دیا اور وہ سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ (مثنوی)

ترک من عجبے کاکلِ ترکانہ برانداخت — از خانہ بروں آمد وصد خانہ برانداخت
آندم کہ عقیقِ لب خود درسخن آورد — خوں از دامنِ ساغر و پیمانہ برانداخت



دوسرا باب

آنحضرت کے حلیہ مبارک میں

شیخ ابوسعید فرماتے ہیں (کان الشیخ محی الدین عبدالقادر ادیم اللون، نحیف البدن، ربع القامۃ) یعنی شیخ محی الدین کا رنگ مبارک گندم گوں تھا اور میانہ قد اور لاغر بدن تھے۔ (رباعی)

اے دلبرِ نازک بدن گندم گوں   سر تابقدم باقدِ رعنا موزوں
قدت نہ الف خوانم ونہ سروِ سہی   یعنی کہ بلند و پست چوں گویم چوں

اور شیخ ابومحمد عبداللہ سے منقول ہے کہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بدن نحیف، قد میانہ، سینہ فراخ، داڑھی لمبی اور چوڑی، ابرو ملے ہوئے، آواز بھاری، چہرہ خوبصورت، قد بلند اور علم پورا تھا۔

(مثنوی)

ایں چنیں گویند شیخ باصفا   شیخ عبدالقادر آں خاصِ خدا
از بدن بود او نحیف اندر نظر   ربع قامت مے نمود آرے دگر
ہم عریض اللحیۃ از انواع گون   بد عریض الصدر اسرہم بلون
پس بہم پیوستہ ابرو چوں کماں   باعلوِ قدرِ ہمت بے نشاں
بود باصوتِ جہوری از صفت   بود دردیدار زیبا در جہت
قدرِ عالی داشت علمے بس وفی   بُد نمود آرے معین از صفی

ابونصر صالح شیخ عبدالرزاق وعبدالوہاب سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہے (طوبیٰ لمن رانی اورای من رانی اور ای من رانی او رای من رانی) یعنی خوشخبری ہو اس شخص کو جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

خرم آنکس کہ مرا دید و رسید یا بدید آنکہ مرا دید بدید
یا کسے را کہ نظر کرد براں کہ مرا دیدہ بود از دل و جاں
ہمچنیں می رود ایں سلسلۂ خوش تا بہفت اے دل پاک و ہش

اے درویش اگرچہ تو آنحضرت کا جمال باکمال ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن تاہم اس حلیہ مبارک کو جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ۔ تاکہ تو اس دولت سے جو کہ دونوں جہان کی خوشی ہے محروم نہ رہ جائے۔ (قطعہ)

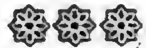
صورتِ دیدن ار نمے بندد شکلِ خوبش کہ نور مے بارد
درخیالش بدوز دیدۂ دل زانکہ او نیز صُورتے دارد

(مثنوی)

شیخ محی الدین بحسنِ لایزول نازنینِ منظر از قرب و قبول
آیتِ لُطفِ خدا رخسارِ اوست اے خوش آں کو عاشقِ دیدار اوست
شمعِ جانہا طلعتِ جانانہ اش گردِ او ملک و ملک پروانہ اش
سروقدِ خویش چوں برمیکند ہرکہ دید اللہ اکبر میکند
دادہ رو از بندِ زلفش صد کشاد غرہتی در بندِ زلفش بستہ باد

شریف ابوعبداللہ محمد بن خضر حسنی موصلی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تیرہ سال تک آنحضرت کی خدمت بابرکت میں رہا۔ اس عرصہ میں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بدن مبارک پر مکھی بیٹھی ہو یا کسی قسم کی میل یا پسینہ ہی نکلا ہو۔ (قطعہ)

تو نوش جانی و برجاں چو چشمۂ عسلے عجب کہ شہد تو از زحمتِ مگس دوراست
دراں لطیف بدن خلط خوے کجا باشد کہ ہمچو روح بصد لطف برسرِ نوراست



تیسرا باب

آنحضرت کے لباس کے بیان میں

ابومحمد رجب ابوصالح نصر اور ابوالحسن علی خباز سے اور ابوصالح نصر اپنے والد عبدالرزاق سے اور ابوالحسن شیخ بزاز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادرؓ عالمانہ لباس زیب تن کیا کرتے تھے اور طیلسان اوڑھا کرتے اور اونٹ کی سواری کرتے تھے اور زین پوش امرا اور سلاطین اٹھایا کرتے اور منبر پر بلند آوازی سے نہایت ہی عمدہ وعظ فرماتے اور ان کے کلام میں تیزی اور بلندی ہوتی تھی اور بات میں قبولیتِ عامہ۔ چنانچہ جب کبھی آپ کچھ وعظ و نصیحت فرماتے تو سامعین بالکل خاموش ہوکر توجہ سے سنتے۔ (فرد)

ہمہ شیریں لباں را مُہرِ خاموشی نہی برلب
چو بکشائی بشکر خندہ لعل شکر افشاں را

اور جو کچھ آپ ارشاد فرماتے تھے لوگ اس کو جان و دل سے قبول کر کے اس کے بجالانے میں جلدی کرتے تھے اور خواہ کیسا ہی سنگدل ہوتا اگر ان کو ایک بار دیکھ لیتا تو نرم دل ہو جاتا اور اس کے دل پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ (فرد)

سُوئے ہرکس کہ بدیں شکل و شمائلِ گذری
کے تواند کہ ترا بیند و آہے نہ کشد

اور جب جمعہ کے روز جامع مسجد کی جانب قدم رنجہ فرماتے تو اہلِ بازار اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کو وسیلہ بنا کر خداوند تعالیٰ سے اپنی اپنی حاجتیں پوری ہونے کیلیے التجائیں کرتے۔ (فرد)

تو میروی و ز ہر جانبے خلائقِ شہر
پَے نظارہ شتاباں کہ شاہ مے آید

آپ کی خوش اسلوبی اور کم زبانی شہرۂ آفاق تھی۔ (فرد)

شیخ محی الدین کہ شاہِ دِلکش است
صِیت و صوت و سُمت و صمتِ او خوش است

شیخ ابوالفضل احمد بن قاسم قرشی بغدادی بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نہایت قیمتی عالمانہ لباس زیب تن فرماتے اور طیلساں اوڑھا کرتے تھے۔ ایک دن آنحضرت کا خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ مجھے ایسا کپڑا درکار ہے جو ایک گز ایک دینار کو ملے اس سے نہ کم کا ہو نہ زیادہ کا۔ میں نے پوچھا کس کیلیے چاہیے۔ اس نے کہا شیخ محی الدین عبدالقادر کیلیے۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شیخ صاحب نے خلیفہ کے پہننے کیلیے کوئی کپڑا نہیں چھوڑا۔ ابھی میں اسی خیال میں ہی تھا کہ میرے پاؤں میں ایک میخ گڑ گئی اور میں اس درد کے مارے بیتاب ہو گیا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ تا کہ اسے میرے پاؤں سے نکالیں۔ ممکن نہ ہوا۔ میں نے کہا مجھے شیخ صاحب کی خدمت میں لے چلو۔ جب لے گئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے ابوالفضل! تو نے کس واسطے اپنے دل میں مجھ پر اعتراض کیا۔ میں اپنے معبود کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک مجھے حکم نہیں ہوتا تب تک نہیں پہنتا اور وہ حکم یہ ہے کہ بحقی علیک البس قمیصا ذراعۃ بدینار یعنی تجھے میرے حق ہونے کی قسم ہے تو وہ کپڑا پہن جو ایک گز ایک دینار کو ملتا ہو۔ (قطعہ)

گفت حق گوید بحکم کایں ثیاب در تنِ خود پوش تایابی ثواب
جامۂ یک گز بہ یک دینارِ زر کایں چنیں جامہ ترا زیبد بہ فر

اور اے ابوالفضل یہ لباس نہیں بلکہ میت کا کفن ہے اور ہزار موت کے بعد اس لباس کو میت کا کفن خیال کیا جاتا ہے۔ (قطعہ)

ماکہ مردیم در غمش صد بار جامۂ ماہمہ کفن باشد

در لباسم چہ سے کنی انکار کفن است وکفن حسن باشد

اس کے بعد دست مبارک میرے پاؤں کی طرف لائے تو فوراً میخ اور درد دور ہوگیا۔ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آئی اور کہاں گئی۔ جب میں وہاں سے اٹھا تو آپ نے فرمایا کہ جو اعتراض تو نے مجھ پر کیا تھا وہ میخ کی شکل ہو کر تیرے پاؤں میں لگا۔ (قطعہ)

وارثِ علمِ علی آلِ نبی محی الدّین آنکہ بر روئے زمیں حجت و برہانِ خداست

اعتراضے بگدایاں در حضرتِ او در دل و دیدۂ منکر سم و مسمار بلاست

اور ابنِ طبال سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص سونے یا چاندی کی قسم سے تحفہ لاتا تو مصلےٰ کے نیچے رکھ دینے کا حکم دیتے اور خود ہاتھ سے چھوتے تک نہ تھے اور جب خادم آتا تو فرماتے کہ مصلےٰ کے نیچے سے لے کر نانبائی اور سبزی فروش کو دے دو اور شیخ صاحب کا ایک غلام مظفر نامی ہمیشہ روٹیوں سے بھرا ہوا طبق لیے دروازے پر کھڑا رہتا۔ (مثنوی)

ہر کہ آنجا جنسِ درویش آمدے گر ہمہ بیگانہ و خویش آمدے

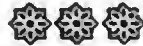
ناں بدو دادے مظفر باظفر رسم و ایں بود آندم پیش در

اور جب شیخ صاحب کیلیے خلیفہ کی طرف سے خلعت آتا تو فرماتے کہ ابوالفتح نانبائی کو دے دو اور علماء وفقہاء کے طعام کیلیے آٹا بطور قرضہ لے آؤ تو وہ لے لیتے تھے اور آنحضرت کی کچھ گیہوں بھی ہوا کرتی تھی جو بوجہ حلال میسر آتی یعنی بعض دہقان زراعت کر کے لاتے اور آنجناب کیلیے چار روٹیاں پکائی جاتی تھیں جو تیسرے پہر کو آپکی خدمت میں حاضر کی جاتی تھیں۔ ایک ایک ٹکڑا ان میں سے بطور تبرک حاضرین کو عنایت فرماتے اور باقی اپنے لیے رکھ چھوڑتے اور جب کوئی تحفہ حضرت کیلیے لایا جاتا تو اسی وقت حاضرینِ مجلس پر تقسیم کیا جاتا۔ شیخ صاحب ہدیہ قبول فرماتے لیکن اسکے عوض کچھ نہ کچھ عنایت فرماتے اور نذر قبول کر لیتے اور

تھوڑا سا کھا لیتے۔

اور شریف ابوعبداللہ محمد بن خضر سے منقول ہے کہ حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی امیر یا دولت مند کی تعظیم کیلیے نہیں اٹھتے تھے اور نہ کسی صاحب ثروت و دولت کے دروازے پر جاتے نہ اس کے فرش پر بیٹھتے اور نہ اسکے طعام سے کچھ کھاتے مگر ایک دفعہ اور بادشاہوں کے ساتھ ان کے فرش پر بیٹھنے کو جلدی آنے والا عذاب خیال فرماتے تھے۔ جب کبھی خلیفہ یا اور کوئی صاحب مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اٹھ کر اندر تشریف لے جاتے اور پھر باہر آتے تا کہ ان کی خاطر قیام نہ ہو اور ان کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتے اور حد درجے کی نصیحت کرتے اور وہ آنحضرت کے ہاتھ چومتے اور ان کے حضور نہایت مودب ہو کر بیٹھتے اور جب کبھی خلیفہ کی طرف کچھ لکھنے کا موقع آپڑتا تو آپ کی تحریر بطرز فرمان ہوا کرتی نہ کہ بطور التجا۔ چنانچہ اس طور پر تحریر فرماتے کہ عبدالقادر تجھ کو اس طرح فرماتا ہے اور اسکا فرمان تجھ پر نافذ ہوا ہے اور وہ تیری روش ہے اور تجھ پر حجت اور جب خلیفہ آنجناب کے فرمان کو دیکھتا تو اس کو چومتا اور کہتا کہ شیخ کا فرمانا بجا ہے۔

احمد بغدادی جو کہ خادم حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس طرح بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ دکانداروں کا قرضہ آنحضرت پر قریب دو سو پچاس دینار کے ہوگیا اور یہ قرضہ کچھ ذاتی خرچ کے باعث نہیں تھا۔ بلکہ مہمانوں کی آمد و رفت کے باعث ہوگیا تھا۔ ایک شخص آیا جس کو میں پہچانتا نہیں تھا۔ بے اجازت آپکے پاس آ کر بیٹھ گیا اور آنحضرت کیساتھ دیر تک سلسلۂ گفتگو جاری رکھ کر کچھ نقدی نکالی اور عرض کی کہ یہ نقدی آپ کے قرض کیلیے ہے اتنا کہہ کر وہ رخصت ہوگیا۔ آنجناب نے مجھے فرمایا کہ قرض خواہوں کو دے دو اور پھر فرمایا کہ یہ صیر فی القدر تھا۔ میں نے عرض کی کہ جناب صیر فی القدر کون ہوتا ہے۔ فرمایا ایک فرشتہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کی طرف بھیجتا ہے تا کہ ان کا قرضہ ادا کر دے۔



چوتھا باب

آپ کے خُلق کے بیان میں

شیخ ابوالمظفر منصور رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش خو اور مہربان، فراخ حوصلہ اور کریم النفس اور وعدہ وفا اور دوستی کو نبھانے والا کسی کو نہیں دیکھا اور باوجود اس بلندیٔ مرتبہ اور کثرتِ علم اور علوِ درجات کے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت کیا کرتے تھے اور کسی صاحب مرتبہ اور امیر کی تعظیم کیلیے قیام نہ فرماتے اور نہ بادشاہ اور وزیر کے دروازہ پر جاتے۔

شیخ ابوالقاسم بزاز رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب کبھی ہم شیخ صاحب کی مجلس میں ہوا کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوا کرتا تھا کہ گویا ہم خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور جب مجلس سے چلے جاتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم جاگ پڑے ہیں۔ آنحضرت کے اخلاق پسندیدہ، اوصاف پاکیزہ، نفس بنیہ اور ہاتھ سخی تھے اور ان سے زیادہ کسی کو شرم و حیا والا نہیں دیکھا اور ہر رات فرماتے کہ دسترخوان بچھاؤ اور مہمان کے ساتھ طعام تناول فرماتے اور مسکینوں کے ساتھ ہم نشین ہوتے اور ان کی بدخوئی برداشت کرتے اور ان کی برائیوں سے درگذر فرماتے اور ہم نشینوں میں سے اگر کوئی حاضر نہ ہوتا تو کمال مہربانی سے اس کے پرسانِ حال ہوتے اور اس کی دوستی کو ملحوظ رکھتے اور جو قسم کھاتا اس کو سچا جانتے تھے اور اپنے علم کو پوشیدہ رکھتے اور ان کا ہر ایک ہم نشین یہی خیال کرتا کہ مجھ سے زیادہ عزیز و کریم شیخ کے نزدیک اور کوئی نہیں اور جو میل ملاپ یا بات چیت شیخ صاحب کی میرے ساتھ ہے اور کسی کے ساتھ نہیں۔

اور ابوعبداللہ محمد سے منقول ہے کہ شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ رقیق القلب، خوش اخلاق، مستجاب الدعوات تھے اور فحش اور بیہودہ باتوں سے سخت متنفر اور حق کی

طرف زیادہ راغب تھے اور اپنے نفس کی خاطر کسی پر غضب و غصہ نہیں کرتے تھے
اور کسی سے دوستی نہ کرتے تھے مگر صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر۔

ع ہر چہ کرد او از برائے دوست کرد

اور جو کچھ کرتے تھے دوست کی خاطر کرتے تھے اور کسی سائل کو رد نہ کرتے اور اپنی جود و سخا سے کسی کو محروم نہ رکھتے تھے۔ حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چونکہ ہمارے پیر جہانگیر کے درِ دولت پر سب لوگ آتے تھے اور تمام اہلِ دولت و صاحب ثروت اس بارگاہ کے خادم تھے۔ اس لیے ایک چور نے خیال کیا کہ ضرور ایسے جاہ و جلال والے بڑے مالدار ہوں گے۔ (فرد)

آں را کہ چنیں جاہ و حشم روے نمود
درخانۂ او تودۂ زر خواہد بود

اور ارادہ کیا کہ انکے گھر میں گھس جاؤں اور اپنی دلی مراد پاؤں۔ جب گھر کے اندر داخل ہوا تو کچھ نہ پایا اور اندھا ہو گیا۔ (فرد)

خفاش کہ در خانۂ خورشید رود
روشن کہ چنیں بے بصرو کور شود

آنجناب پر اس سیاہ بے نور کا حال روشن تھا۔ خیال فرمایا کہ یہ بات "مروت" سے بعید ہے کہ ہمارے گھر میں کامیابی کی خواہش سے آ کرنا کام چلا جائے۔ (فرد)

از فتوحات و از جنسِ مہیں کورشد چیزے تواں دادن بایں

آپ ابھی اسی خیال میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ اے عالی ممالک کے والی! ایک ابدال اس وقت قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہے۔ جس کیلیے آپ حکم دیں اس کی جگہ مقرر کیا جائے۔ آنحضرت نے فرمایا ایک شکستہ دل شخص ہمارے گھر میں پڑا ہے۔ جاؤ اس کو لے آؤ تا کہ اس کو بلند مرتبہ پر مقرر کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام بطور محصل کے گئے اور اس شخص کو آپ کے

حضور میں پیش کیا۔ جس کو ایک ہی نگاہِ لطیف سے ابدال بنا دیا۔

اے قادری دربار کے فقیر تو بھی خوش ہو کہ جب آنحضرت نے ایک ایسے شخص کو جو بُری نیت سے آپ کی طرف آیا تھا اپنی دولت سے محروم نہیں رکھا تو تو کب آپ کی دولت سے محروم رہ سکتا ہے جبکہ صدق و صفا سے اس درگاہ میں آئے۔ (قطعہ)

دزد کہ آید پئے دزدی برش　　از کرمش واصل و عارف شود

و آنکہ بصد صدق و صفا رونہد　　بر درِ او حالتِ او چوں شود

(قطعہ)

چو دزد جانبش آید ز راہِ بے راہی　　بدولتِ کرمش عارفِ جہاں باشد

کسے کہ بردرش آید زراہِ صدق و صفا　　بریں قیاس بکن حالِ او چساں باشد

ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے اس طرح ذکر کیا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے ایک فقیر کو شکستہ دل دیکھا اور فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے۔ اس نے عرض کی کہ میں دریا کے کنارے پر تھا۔ ملاح سے میں نے التجا کی کہ مجھے دریا سے پار اتار دے۔ لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ تو میں اس بات سے شکستہ دل ہو گیا ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے ایک ہزار دینار کی تھیلی جو شیخ صاحب کی نذر کی ہوئی تھی پیش کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس تھیلی کو لے جا کر ملاح کو دو اور کہہ دو کہ آئندہ کسی فقیر کو رد نہ کرے اور اپنا پیراہن مبارک بھی اس فقیر کو عنایت فرمایا اور پھر اس سے بیس دینار کو خرید لیا۔

اور نیز مذکورہ بالا صاحب سے منقول ہے کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ میں ایک دفعہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں تھا۔ ایک سوداگر آیا اور شیخ صاحب کی خدمت میں گذارش کی کہ زکوٰۃ کے علاوہ

کچھ مال ہے میں چاہتا ہوں کہ فقیروں اور مسکینوں پر خرچ کر دوں لیکن مجھ کو کوئی اس کا مستحق نظر نہیں آتا۔ جس کو آپ فرماویں میں دوں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مستحق اور غیر مستحق دونوں کو دے۔ تا کہ خدا تعالیٰ تجھ کو بھی دے۔ خواہ تو اس کا مستحق ہو یا نہ ہو۔

شیخ ابومحمد طلحہ بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں بغداد آیا تو شروع شروع میں بیس روز تک مجھے کوئی ایسی چیز نہ ملی جسے میں کھاؤں۔ ایوان کسریٰ کے کھنڈرات کی طرف کسی مباح چیز کی تلاش میں مَیں باہر گیا۔ تو دیکھا کہ ستر اولیاء اللہ اسی چیز کی تلاش میں ہیں۔ جس کی مجھ کو جستجو تھی۔ میں نے خیال کہ ان کا مزاحم ہونا بعید از مروت ہے پھر بغداد کی طرف لوٹ آیا تو ایک آدمی مجھے اپنے شہر کا ملا اور تھوڑا سا روپیہ دے کر مجھ کو کہا کہ یہ آپ کی والدہ نے آپ کی خاطر بھیجا ہے۔ میں نے لے لیا اور اس میں سے تھوڑا سا اپنے لیے رکھ کر باقی کو انہی ستر اولیاؤں کے پاس لے گیا اور ان کو بانٹ دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے میری والدہ نے بھیجا ہے۔ مگر میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اسے اپنے ہی استعمال میں لاؤں اور آپ کو نہ دوں۔ اس کے بعد میں بغداد آیا اور اس حصہ میں سے کچھ طعام لیا اور فقیروں کو بلا کر کچھ آپ کھایا اور کچھ ان کو کھلایا۔ حتیٰ کہ رات تک سب خرچ کر دیا۔ (قطعہ)

دستِ جود و کرم حضرت فیاض توئی ہرچہ باید ہمہ داری و نداری ثانی
خلق و خوبی بملاحت بسماحت داری بتو نازیم کہ ہم جانی و ہم جانانی

شیخ ابوالمظفر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ گھر میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت سے کچھ مٹی گری۔ آپ نے اس کو جھاڑ دیا۔ تین دفعہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ چوتھی بار جب چھت کی طرف دیکھا تو ایک چوہا کھیلتا ہوا نظر آیا۔ فرمایا (طاررأسک) یعنی تیرا سر تن سے جدا ہو جائے۔ فوراً اس کا سر تن

سے جدا ہو گیا۔ اسکے بعد شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو نکل پڑے۔ (مثنوی)

گفتمش اے آنکہ دارم از تو زیست ے ندانم گریہ ات از بہر چیست

گفت ے ترسم مبادا خاطرم رنجہ گردد از مُسلمانے برم

بنی اورا سر جدا و تن جدا ہمچناں کیں موش را شد ماجرا

شیخ محی الدین بصدرِ لایزال تیغ بُراں خدائے ذوالجلال

ہرکہ آمد پیشِ تو گستاخ وار ریختی خونش رواں برخاکِ زار

ہرکہ را قہرت بہ جباری کشید دردو عالم رُوئے نیکوئی نہ دید

از کرم باآنکہ میداری نظر سروراں بر آستانش ماندہ سر

دوستاں را شمعِ افروزندۂ دشمناں را آتشِ سوزندۂ

دوستانت دائما برعزّ و جاہ دشمنانت خوار و زارو دل سیاہ

اور شیخ ابوالقاسم سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت مدرسہ میں وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا نے اڑتے اڑتے آنجناب پر بیخال ڈال دی۔ حضرت نے جب غضب کی نگاہ سے اسکی طرف دیکھا تو فوراً زمین پر گر پڑی اور مرگئی۔ جب حضرت شیخ وضو سے فارغ ہوئے تو اپنے بدن مبارک سے کپڑا اتار کر مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ بیچ کر اس کی قیمت فقیروں پر صدقہ کر دے اور فرمایا (ہذا بہذا) اگر وہ گیا ہے تو یہ اس کا کفارہ ہے۔

آنحضرت کے رکابدار ابوالعباس سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ سوار ہوئے اور جامع مسجد منصور میں تشریف لے گئے۔ جب وہاں سے مدرسہ میں واپس آئے تو آپ کی پیشانی مبارک سے ایک بچھو زمین پر گرا اور چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا جلدی مر۔ وہ اسی وقت مرگیا۔ اس کے بعد فرمایا اے احمد! اس نے جامع مسجد سے یہاں تک آنے میں ساٹھ مرتبہ میری پیشانی پر ڈنگ مارا۔ اللہ اللہ چہ بردباری ہا است (قطعہ)

کس را بلطفِ خویش حیاتِ ابد دہی　　کس را بہ تیغِ قہر سرافگندہ مے کنی
جان بخشیت بقالب بیجاں غریب نیست　　دلہائے مردہ را بدمے زندہ مے کنی

اور شیخ ابوالحسنؒ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ کی مجلس کے اوپر ایک بدآواز چیل گھوم رہی تھی اور مجلس اس کی ناخوش آواز سے پریشان تھی۔ اس وقت بادِ صرصر کو آپکی جانب سے حکم صادر ہوا کہ اس چیل کا سر تن سے جدا کر دو۔ فوراً اس کا سر تن سے جدا ہوگیا اور آپ کے پاس آ گری۔ آپ اس کے حال پر مہربانی فرما کر منبر سے اترے اور اس کو پکڑ کر کہا کہ خدا کے حکم سے زندہ ہوجا۔ وہ اسی وقت زندہ ہوکر اڑ گئی۔ چنانچہ اسی حکایت کو کسی نے منظوم کیا ہے۔

نقل است از شیخ ابوالحسن نیز　　ایں طرفہ حکایتے عجب چیز
در مجلسِ آں بلند پرواز　　میگشت بصوتِ بد غلیواز
مجلس زنفیرِ ناخوشِ او　　میگشت بجاں مشوش او
آں روز گذشت بادِ صرصر　　فرمود بوے ولیِ اکبر
کاے باد سرش بگیر و افگن　　فی الحال سرش جدا شد از تن
چوں گشت جُدا جدا تن و سر　　آمد بہ کرم فرو ز منبر
بگرفت بدستش و بفرمود　　بسم اللہ زندہ شو ہلا زود
شد زندہ و رفت آں غلیواز　　پرواز کناں سوے ہوا باز
اے جاں دہ و جاں ستاں ہمہ او　　وے راحتِ روح و جاں ہمہ تو
من بندہ کہ باتو در نیازم　　برقادری تو چوں نازم

اور قاضی القضاۃ ابونصر صالح رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے میرے والد بزرگوار عبدالرزاق نے سنایا کہ ان کے والد یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ مشہور ہونے کے بعد صرف ایک دفعہ حج کو گئے اور اس آمد و رفت میں آنجناب کی اونٹنی کی مہار ان کے ہاتھ تھی۔ جب ایک گاؤں میں اونٹنی پر سے اترے تو فرمایا کہ

کس را بلطفِ خویش حیاتِ ابد دہی　　کس را بہ تیغِ قہر سرافگندہ مے کنی
جان بخشیت بقالب بیجاں غریب نیست　　دلہائے مردہ را بدے زندہ مے کنی

اور شیخ ابوالحسنؒ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ کی مجلس کے اوپر ایک بدآواز چیل گھوم رہی تھی اور مجلس اس کی ناخوش آواز سے پریشان تھی۔ اس وقت بادِ صرصر کو آپکی جانب سے حکم صادر ہوا کہ اس چیل کا سرتن سے جدا کردو۔ فوراً اس کا سر تن سے جدا ہوگیا اور آپ کے پاس آگری۔ آپ اس کے حال پر مہربانی فرما کر منبر سے اترے اور اس کو پکڑ کر کہا کہ خدا کے حکم سے زندہ ہوجا۔ وہ اسی وقت زندہ ہوکر اڑگئی۔ چنانچہ اسی حکایت کو کسی نے منظوم کیا ہے۔

نقل است از شیخ ابوالحسن نیز　　ایں طرفہ حکایتے عجب چیز
در مجلسِ آں بلند پرواز　　میگشت بصوتِ بد غلیواز
مجلس زنفیرِ ناخوشِ او　　میگشت بجاں مشوش او
آں روز گذشت بادِ صرصر　　فرمود بوے ولیِ اکبر
کاے باد سرش بگیر و افگن　　فی الحال سرش جدا شد از تن
چوں گشت جُدا جدا تن و سر　　آمد بہ کرم فرو ز منبر
بگرفت بدستش و بفرمود　　بسم اللہ زندہ شو ہلا زود
شد زندہ و رفت آں غلیواز　　پَرواز کناں سوے ہوا باز
اے جاں دہ و جاں ستاں ہمہ او　　وے راحتِ روح و جاں ہمہ تو
من بندہ کہ باتو در نیازم　　برقادری تو چوں نازم

اور قاضی القضاۃ ابونصر صالح رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے میرے والد بزرگوار عبدالرزاق نے سنایا کہ ان کے والد یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ مشہور ہونے کے بعد صرف ایک دفعہ حج کو گئے اور اس آمد و رفت میں آنجناب کی اونٹنی کی مہار ان کے ہاتھ تھی۔ جب ایک گاؤں میں اونٹنی پر سے اترے تو فرمایا کہ

تب شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے مودبانہ کھڑے ہوکر عرض کی۔

کالتماسے دارم اے شیخ کبار من ز انعامِ تو ترک اختیار

اس کے بعد شیخ ابن قاید نے التماس کی۔

کاے بخوبی تمام لطف و عطا طلبم قوتِ مجاہدہ را

بعدازاں شیخ عمر بزاز نے نیاز ظاہر کی۔

از کرمتِ خوفِ خدا آرزوست مرتبۂ صدق و صفا آرزوست

اس کے بعد شیخ حسن فارسی نے اظہار کیا۔

نہ فیض تو خواھم بوجہ حسن کہ ہر دم فزوں باد ایں حال

پھر شیخ جمیل نے عرض کی۔

اے والیے وقت ما باثبات خواہم ز تو فیض و حفظِ اوقات

اس کے بعد شیخ ابوالبرکات نے کہا۔

کہ شاہا خاطرم مشتاقِ عشق است

گدائی از تو استغراقِ عشق است

بعدازاں میں نے عرض کیا کہ میں ایسی معرفت چاہتا ہوں کہ جسکے ذریعے سے ربانی وغیر ربانی عبادت میں تمیز کرسکوں۔

اس کے بعد شیخ خلیل نے آ کر رتبۂ قطبیت کی درخواست کی۔

شیخ خلیل آمد و درخواست کرد رتبۂ قطبیہ ازاں خواست کرد

شیخ صاحب نے فرمایا (کلانمد ھٰؤلآءِ من عطآء ربک وَمَاکان عطآء رَبّک محظورًا) یعنی خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ جس نے جو کچھ مانگا اسے مل گیا مگر شیخ خلیل کو نہ ملا۔ کیونکہ ابھی اس کا موقع نہیں آیا۔ (رباعی)

اے پیرِ جہانگیر کہ جانِ ہمہ کس دارد ز درت نیل مرادات ہوس

برخاک درِ تو از سرِ صدق و صفا من از تو ترا اے طلبم اینم بس

منظوم حکایت

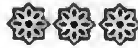
ایں نقل زعمر بزاز است — کہ دریں راہ سراسر راز است
گفتہ بودم بصفائے دل و جاں — خدمتِ شیخ جہاں قطب زماں
وارث سرِ نبیؐ حالِ علیؓ — مُظہر و مَظہرِ انوارِ جلی
مالکِ ملک بصد زینتِ دارین — پیرِ ما حضرتِ غوث الثقلین
ناگہاں در دِلِ من کرد گذر — چیزے از خطرہ دراں کرد نظر
دست برسینۂ من زد پس آں — جست ازاں بارقۂ نور فشاں
گوئیا دائرہ خورشید است — کہ عیاں برفلکِ امید است
اندراں نور بصد صدق و شہود — یافتم آنچہ مرا در دِلِ بُود
تاکنوں ہست از و تمکینم — کہ بجاں حال فزوں ے بینم
اے رسانندہ بدل تسکینے — کام بخشے دلِ ہر مسکینے
بخششِ خلق چہ باشد زر وسیم — تو بالطافِ خداوندِ کریم
گوہرِ فقر و فنا ے بخشی — بتو نازم کہ خدا ے بخشی
مسلمی بندۂ افگندۂ تست
التفا تے کہ بجاں بندۂ تست ۔

شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ میں ایام جوانی میں علمِ کلام کے پڑھنے میں مشغول تھا اور چند کتابیں اس علم کی حفظ بھی کرلی تھیں۔ یہاں تک کہ اس علم میں ماہر ہوگیا اور میرے چچا شیخ نجیب الدین مجھے منع کیا کرتے تھے لیکن میں ایک نہ سنتا۔ ایک دن حضرت شیخ السمٰوٰات والارضین محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کو تشریف لے گئے اور مجھ کو بھی ساتھ لیتے گئے۔ جب نزدیک گئے فرمایا۔ اے عمر! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰآیُّھَا الَّذین امنوا اذا ناجیتم الرّسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقة اور اس

وقت ہم ایک ایسے بزرگ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اسکا دل خداوند تعالیٰ کی خبر دیتا ہے۔ پس اپنے آپ کو ہوشیار رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تو ان کی زیارت کی برکت سے محروم رہ جائے۔ جب میں آنحضرت کے دیدار سے مشرف ہوا اور کچھ دیر بیٹھا تو میرے چچا نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے اور اس کا نام عمر ہے اور اسے میں نے بارہا علم کلام پڑھنے سے روکا ہے لیکن باز نہیں رہتا۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اے عمر! تو نے اس علم کی کون کون سی کتاب پڑھی ہے۔ میں نے کہا فلاں فلاں کتاب۔ آپ نے دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا تو جو کچھ میں نے ضبط کیا تھا' ایک لفظ بھی یاد نہ رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی وقت میرے دل پر لدنی علم کا دروازہ کھول دیا اور میں حکمت کی باتیں کہتا ہوا اٹھا اور فرمایا اے عمر! تو عراق کے مشہور شخصوں میں سے ہے۔

نجم الدین جو کہ شیخ شہاب الدینؒ کے مصاحب تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں شیخ شہاب الدین کے پاس خلوت میں بیٹھا ہوا تھا۔ چالیسویں روز کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ شہاب الدین ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہیں اور ایک برتن جواہرات سے بھر کر آدمیوں پر گراتے ہیں اور لوگ چنتے ہیں اور جونہی کہ گراتے ہیں پھر برتن از خود جواہرات سے پُر ہو جاتا ہے۔ گویا جواہرات کا چشمہ ہے۔

شام کے وقت میں خلوت سے نکلا اور شیخ مذکور کے پاس گیا۔ اس سے پیشتر کہ میں کچھ عرض کروں فرمایا کہ اے نجم الدین! جو کچھ تو نے دیکھا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ ایسی ایسی باتیں اور جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ وہ مجھے علمِ کلام کے عوض شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے مرحمت فرمایا ہے۔



پانچواں باب

محی الدین اور بازِ اشہب سے ملقب ہونے کے بیان میں

شیخ عمر کیمانی اور شیخ عمر بزاز سے منقول ہے کہ ان ہر دو بزرگوں نے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ یا حضرت آپ کے محی الدین سے ملقب ہونے کا کیا سبب ہوا فرمایا کہ میں اس دفعہ سفر سے بغداد کو واپس آ رہا تھا کہ اتفاقاً ایک شخص بیمار کی طرح خراب وخستہ حال، لاغر، زرد چہرہ میری طرف آیا اور خشک سال پودے کی طرح میرے پاؤں پر گر پڑا اور کہا اے میرے سردار! مجھے مرحمت کے ساتھ بٹھا اور اس آبِ حیات کے چشمے سے مجھ پر ترشح کر۔ میں نے اسے بٹھایا اور دم کیا۔ اسی وقت تازہ شاخ کی طرح پھول پھول کھلا اور کہا کہ مجھے آپ پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں آپ کے جد بزرگوار کا دین ہوں۔ اس حالت تک پہنچ چکا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کی طفیل مجھے پھر دوبارہ زندگی عطا فرمائی اور آپ کو ولی کے مرتبہ پہنچایا۔ آپ محی الدین یعنی دین کے زندہ کرنے والے ہیں۔ (فرد)

؎ عیسیٰ زمردہ تنے زندہ بدم مے کر دے
زندہ شد از تو دِل و دیں زکجاتا بکجا است

اس کو میں نے وہیں چھوڑا اور خود بغداد کی جامع مسجد میں پابرہنہ آیا۔ ایک شخص پاپوش لایا اور کہا (یاسیدی انت محی الدین) اے میرے سردار تو دین کو زندہ کرنے والا ہے۔ اس کے بعد جب مسجد میں آیا اور دوگانہ نماز بانیاز ادا کی اور جب میں فارغ ہوا تو بہت سے لوگ اکٹھے ہوگئے اور اسی لقب سے مجھے بلانے لگے۔ حالانکہ اس سے پیشتر کبھی مجھے اس نام سے کسی نے نہیں پکارا تھا۔ (فرد)

چوں رسد فتح خداوندی زاوج
خلق مے آید زہر سُو فوج فوج

(غزل)

اے زتو حیات دینِ احمد ہر چار طرف بتو موید
ہر لحظہ کنی بیک عنایت واصل بجمالِ یار صد صد
الحق کہ تراست حکم نافذ در عَالَم مطلق مقیّد
در راہِ اصول استقامت داری قدم درست چوں جد

اور بعضے علماء شیخ ابوسلیمان داوٗد ابن یوسف سے بہ سندِ متصل نقل کرتے ہیں کہ ایک دن لوگوں نے شیخ عقیل کے پاس ذکر کیا کہ ایک عجمی شریف جوان جس کا نام عبدالقادر ہے بغداد میں بہت مشہور ہوا ہے۔ فرمایا آسمان پر اس سے بھی زیادہ رفیع القدر کے نام سے مشہور ہے اور فرشتوں میں بازِ اشہب کے نام سے مشہور ہے اور خاص انہی معنوں میں آپ خود فرماتے ہیں۔

انا بلبل الافراح املاء دوحَیُھا
طرباً وفی العلیا و باز اشھب

میں خوشیوں کا بلبل ہوں اور انکے تنوں کو خوشیوں سے پُر کرتا ہوں اور عالم بالا میں میں بازِ اشہب ہوں۔



چھٹا باب

آپ کی سیاحت اور مجاہدے کے بیان میں

شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں ۲۵ سال تک عراق کے جنگلوں مین تن تنہا سیر کرتا رہا اور چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتا رہا اور پندرہ سال تک عشاء سے فارغ ہو کر صبح تک اپنے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ختم قرآن کرتا رہا۔ ایک رات نفس نے خواب کی خواہش کی اور کہا (فرد)

؎ چہ شود گردے نیام کنی باز با تازگی قیام کنی

اس کے کہنے کو میں نے سنا۔ لیکن اس کی چنداں پروانہ کر کے اسی جگہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ختم قرآن میں مصروف رہا اور خواب متشکل ہو کر بار بار میرے سامنے آتی تھی۔ (فرد)

؎ من برو بانگ میزدم بغضب رفع گشتے بعونِ حضرتِ رب

اور اسی طرح دنیا اور اس کے زخارف مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے اور دھوکا دہی شروع کر دیتے۔ (فرد)

؎ گاہ در صورتِ پریروئے گاہ چوں گندہ پُر زبد خوئے

تو میں اس کو دھتکار دیتا اور وہ بھاگ جاتے اور نہایت خوف اور ہیبت کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ (فرد)

؎ عشق فارغ کرد از دنیا و مافیہا مرا
کے تواند برد از رہ عشوۂ دُنیا مرا

اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ تین دن سے لے کر چالیس روز تک کا روزہ رکھا ہے اور کچھ چیز ایسی نہیں پائی جس کو میں کھاؤں اور گیارہ سال تک بُرجِ عجمی میں

مقیم رہا اور میری درازی اقامت کے باعث اسکو برج عجمی کہتے ہیں۔ایک دفعہ اسی برج میں میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں ہرگز طعام نہ کھاؤں گا۔ جب تک کہ مجھے نہ کھلائیں اور نہ پیوں گا جب تک کہ نہ پلائیں' چالیس روز اسی حالت میں گذر گئے۔ اس کے بعد ایک شخص آیا طعام لاکر میرے سامنے رکھ کر چل دیا۔نفس نے شدت بھوک کے باعث چاہا کہ کھانے پر گرے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ کے عہد کو کبھی نہ توڑوں گا۔ میں نے اپنے باطن سے الجوع الجوع (بھوک بھوک) کی آواز سنی۔ لیکن میں نے کچھ پروا نہ کی۔ شیخ ابوسعید کا گذر اس طرف سے ہوا۔ میرے پاس آئے اور کہا اے عبداللہ! اے عبدالقادر! یہ کیا معاملہ ہے میں نے کہا کہ یہ نفس کی بیتابی ہے لیکن میری روح خداوند تعالیٰ کے ساتھ آرام میں ہے۔ شیخ ابوسعید نے فرمایا کہ باب ازج تک میرے ساتھ آ اور مجھے اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔میرے دل میں یہ سمائی کہ اس سے باہر نہ جاؤں گا۔مگر اسی کے حکم سے اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام آئے اور مجھے کہا کہ ابوسعید کے پاس جا۔ میں نے ان کے کہنے کے مطابق کیا۔ میں نے دیکھا کہ شیخ مذکور اپنے گھر کی دہلیز پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔ جب مجھے دیکھا کہا کہ اے عبدالقادر! تو نے میرے کہنے پر اکتفا نہ کی۔ جب تک کہ تجھے خضر علیہ السلام نے آنے کیلیے نہ کہا۔اس کے بعد مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا کھلایا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہوگیا۔اس کے بعد مجھے خرقہ پہنایا۔

شیخ عمر صریفنی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان سے شیخ محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں دن رات ویرانے میں رہتا تھا اور بغداد میں نہیں آتا تھا۔اس عرصے میں شیطان قطار در قطار سوار اور پیادہ قسم قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر طرح طرح کی شکلوں میں نمودار ہوتے اور آگ پھینکتے تھے۔ میں اپنے دل میں

مطمئن تھا اور کسی طرح کی بھی تبدیلی میری حالت میں معلوم نہ ہوتی اور باطن سے مجھے آواز آتی (قم الیهم یاعبدالقادر فقد ثبتناک تثبیتاً وایدناک تائیدًا) یہ سب شیاطین آپ کی خوفناک آواز سے بھاگ جائیں گے اور ایک دفعہ شیطان میرے پاس آیا اور کہا دور ہو نہیں تو میں یہ کروں گا وہ کروں گا۔ مجھے ڈرانے لگا میں نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور وہ بھاگنے لگا میں لاحول کہتا اور اس کو چلتا ہوا دیکھتا تھا اور پھر ایک مرتبہ ایک شخص بدشکل اور بدبُودار میرے پاس آیا اور کہا کہ میں شیطان ہوں اور تیرے پاس خدمت کرنے کیلیے آیا ہوں کیونکہ تو نے مجھے اور میرے چیلے چانٹوں کو بہت تنگ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ چلا جا وہ نہ گیا اتنے میں ایک ہاتھ غیب سے نمودار ہوا اور اسکے سر پر مارا اور وہ زمین میں غائب ہوگیا۔ (فرد)

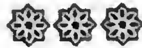
مدعی خواست کہ آید بتماشا گہِ راز
دست غیب آمد و بر سینۂ نامحرم زد

اور پھر ایک دفعہ آگ کا نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا اور میرے مقابلے کو تیار ہوا اتنے میں ایک شخص اشہب گھوڑے پر سوار کندھوں پر چادر ڈالے ہوئے آیا اور مجھے تلوار دی تو شیطان مارے خوف کے بھاگ گیا۔ تیسری دفعہ میں نے اس کو دیکھا کہ مجھ سے دور ادھر ادھر پھرتا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ اے عبدالقادر! تو نے مجھے ناامید کر دیا۔ میں نے کہا اے ناہنجار رو نابکار میں تیرے فریبوں سے ڈرتا ہوں۔ اس نے کہا میں تجھ سے زیادہ ڈرتا ہوں۔ بہ نسبت اس کے کہ تو مجھ سے (قطعہ)

تا شدی اے شاہِ گیلانی بخوبی آیتے — خطبۂ حسنت مَلَک ہر روز از برمیکند
در زدی آتش بکفر و کافری و معصیت — ہردم از دستِ تو شیطاں خاک برسرمیکند

اور شیخ ابومسعود سے منقول ہے کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین کو اسطرح فرماتے ہوئے سنا کہ ابتداء میں میں نے نفس کو مجاہدہ پر نہیں لگایا۔ بلکہ ایک سال

تک میں نے اس کو مدائن کی ویران جگہوں کی مباح چیزوں کے کھانے پر مجبور کیا یعنی جو چیزیں جنگلوں میں پڑی رہتی ہیں' ان پر قناعت کی اور ایک سال تک میں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ پیا اور نہ سویا۔ ایک رات سخت سردی کی وجہ سے میں کسریٰ کے محل میں چلا گیا اور اسی وقت سو گیا اور فوراً محتلم ہو گیا۔ شط العرب میں میں نے غسل کیا۔ پھر مجھے احتلام ہوا۔ اُسی طرح اسی رات میں مجھے چالیس دفعہ احتلام ہوا اور ہر بار میں نے غسل کیا۔ اس کے بعد میں ایوانِ کسریٰ کی چھت پر چڑھ گیا۔ تا کہ پھر نیند نہ آئے اور کرخ کے ویرانوں میں کئی سال تک مقیم رہا اور اس عرصے میں میری خوراک سوائے بُردی کے جو ایک قسم کی کھجور ہوتی ہے اور کچھ نہ تھی اور ایک شخص ہر سال ایک صوف کا جُبہ لاتا اور مجھے پہناتا اور میں ابلہ اور جنوں وغیرہ کے نام سے مشہور تھا اور کوئی چیز سوائے سلوک کے میرے راستے میں نہ آئی اور ہرگز نفس اپنی آرزو میں مجھ پر غالب نہ آیا اور دنیا کی زینت نے مجھے ہرگز متکبر نہ بنایا بلکہ اوائل عمر میں بھی کئی دفعہ کانٹوں وغیرہ میں چلتا تھا اور کچھ فکر و اندیشہ نہ کرتا تھا۔



آٹھواں باب

آپ کے سماع کے بیان میں

شیخ عمر بزاز اور ایک جماعت مشائخ کرام سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ بقا و شیخ علی بن ہیتی اور شیخ ابوسعید قیلوی آنجناب کی زیارت کیلیے تشریف لائے آنحضرت نے شیخ بقا کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے بقا کچھ بول۔ اس نے عرض کی کہ آپ کے حضور میں کس زبان سے بولوں۔

ع تو ہے گوئی و لے مارا زباں کو

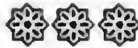
اسکے بعد شیخ علی کو فرمایا کہ تو ہی کچھ بول۔ اس نے بھی اُسی مضمون کو ادا کیا۔ (فرد)

حدِ مانیست کہ ما پیشِ تو گویم سخنے
ہم تو پاما سخنے گوئی کہ ما گوش کنیم

پھر اسی بات کو شیخ ابوسعید سے مکرر فرمایا۔ انہوں نے کچھ تھوڑا سا کلام کیا اور جلدی چپ ہوگئے اور عرض کی تکلمت لامتثالک وسکنت لاجلالک اسکے بعد بحرز خار گفتار کی موج میں آیا اور حاضرین کو حقائق اظہار آبدار موتیوں سے یکبارگی پر کیا اور ان کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں اس مجلس کی خوشی کیلیے عشرت منوال قوال نے ترنم کیلیے اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دی اور قوال نے ایک شعر پڑھا۔ آنحضرت اس شعر کے سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھرنے لگے۔ یہاں تک کہ ہوا میں پرواز کیا اور حاضرین کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ آدمی آنحضرت کے مدرسے میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب مدرسے میں جلوس فرمارہے ہیں۔ (فرد)

ہمچو مہر و ماہ بچرخ آں دلبرِ رعنا خوش آست
کہ برفتارِ سماعش رفت دل از جا خوش است

بہجۃ الاسرار میں بہ سند صحیح منقول ہے کہ ایک دن ایک قاری نے آنحضرت کے حضور میں اس آیت کو پڑھا کہ لمن الملک الیوم تو جناب شیخ اس آیت کے سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین بھی تعظیم اور اجلال کیلیے اٹھے۔آپ نے بیٹھے رہنے اور جگہ نہ چھوڑنے کا اشارہ کیا اور آنحضرت بار بار فرماتے تھے کہ (من یقول الملک لی) یعنی کون کہتا ہے کہ ملک میرا ہے اور وہ شخص کون ہے جو ملک کو اپنی طرف منسوب کرسکتا ہے۔صلحا کبار میں سے شیخ احمد نام اس جگہ حاضر تھا۔اس نے کہا انا اقول الملک لی یعنی میں کہتا ہوں کہ ملک میرا ہے۔ کیونکہ وہ میرا ہے اور اسکا کوئی مثل نہیں۔آنحضرت نے نعرہ مارا اور اسکو کہا اے احمق تو کب اسکا ہوسکتا ہے کہ جب تک کہ وہ بھی تیرا نہ ہو۔اس درویش نے جونہی یہ بات سنی۔اس کا حال تغیر ہوگیا اور نالۂ جانسوز شروع کیا اور سیاہ صوف کو جو پہنے ہوئے تھا۔ پھینک دیا اور سرگرداں سر و پا برہنہ جنگل کو رخ کیا۔



نانواں باب

آنجناب کے شرفِ ارادت کے بیان میں

شیخ عبدالرحیم شیخ تقی الدین ابومحمد عبدالغنی ابن عبدالواحد مقدسی اور محمد عبداللہ بن قوامہ اور شیخ صالح عبدالملک ابن ابی العالی عراقی سے روایت کرتا ہے کہ ہم نے اپنے سردار شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بغداد میں جب اس آدمی کی نسبت پوچھا جائے کہ جس کو مجھ سے نیاز مندی کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے۔ **البیضۃ لایتالف والروح لایقوم** یعنی میرے نیاز مندوں میں سے وہ نیاز مند جو ابھی وجود بشریت کے بیضے سے باہر نہیں نکلا اور حقیقی زندگی سے متصف نہیں ہوا ایک ہزار دوسرے لوگوں سے بہتر ہے اور جس آدمی کو اس کے معنی کا کچھ بھی شعور حاصل ہوا تو وہ ایک گرانبہا موتی ہے اور بلند پایہ بے بہا گوہر ہے۔

شیخ ابوالبرکات موصلی سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے سنا کہ جو شخص مشائخ کے مریدوں میں خرقہ کی آرزو کرے تو میں پہنا سکتا ہوں لیکن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مریدوں کو نہیں پہنا سکتا۔ کیونکہ وہ رحمتِ بے نہایت اور عنایتِ بے غایت میں غرق ہیں اور کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتے اور نہ وہ کسی کی طرف التفات کریں۔ کیونکہ سمندر کو چھوڑ کر حوض کی طرف کوئی نہیں آتا۔

ع ہر کہ در جنتِ عدن است گلستاں چہ کند

شیخ عبدالرزاق اور ابوالحسن سے منقول ہے کہ آنجناب فرمایا کرتے تھے کہ میرے ہاتھ میں ایک کاغذ دیا گیا۔ جس کا طول اس قدر تھا کہ جہاں تک نگاہ کام کر سکتی ہے اور اس پر اپنے دوستوں اور مریدوں کے نام جو قیامت تک میرے ساتھ اپنی نسبت کو درست رکھیں گے' لکھے ہوئے دیکھے اور حکم ہوا کہ تیری طفیل میں

نے ان سب کو بخشا اور میں نے مالک فرشتے کو جو کہ دوزخ کا مہتمم ہے پوچھا کہ میرے دوستوں یا مریدوں میں سے کسی کا نام تیرے پاس ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ اے درویش حضرت قادریہ کے گدا اگر تو بھی خوش دل و خوش وقت ہو تو سنتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔

(قطعہ)

شاہِ جیلانی کہ مردم را چو نورِ دیدہ است
من غلامِ او کہ مارا حق بوے بخشیدہ است
باگدایان سرِکوئش جہنم را چہ کار
کز نہیب ہیبتش دوزخ ہم لرزیدہ است

اور راویانِ مذکورہ بالا سے یہ بھی روایت ہے کہ آنجناب فرمایا کرتے تھے۔
ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض فبعزة جلال ربی لا ابرح قدمی بین یدی ربی حتی ینطلق بی و بکم الی الجنة (مثنوی)

برندارم قدم از پیشِ خدا تا روانہ نسازد دم بہ شما
جانبِ روضہ نعیم بہشت پاک و پاکیزہ و عنبر سرشت
سوئے خلد بریں بعز و ناز باہمہ مریدانِ باصفا ممتاز

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کے عزت و جلال کی قسم ہے کہ جب تک مجھ کو اور تم کو خداوند تعالیٰ بہشت کی طرف روانہ نہ کرے گا۔ میں اس کے سامنے قدم نہیں اٹھاؤں گا۔

شیخ عبدالرزاق اور عبدالوہاب سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قال الشیخ رضی اللہ عنہ انا کافل المرید ومرید المرید الی سبعة اناکل امورہ ولو انکشف عورة مریدی بالمشرق و انا بالمغرب تستربھا یعنی میں اپنے مرید اور مرید کے مرید کا (علیٰ ہذا القیاس سات مرتبہ تک) کفیل اور کارساز

ہوں اور اس کے تمام کاموں اور مہموں کا ضامن ہوں اور اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو بیشک میں اس کو ڈھانپ دیتا ہوں۔ (فرد)

ہر کرا یار توئی زار نگردد ہرگز
چونتو غمخوارے وخود خوار نگردد ہرگز

شیخ عمران سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت قادریہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو آنحضرت کا مرید بتائے اور آپ کے ہاتھ بیعت نہ کی ہو اور خرقہ آپ سے نہ پہنا ہو تو وہ اصحابِ عالی میں شمار کیا جائے گا یا نہیں۔ فرمایا ہاں بیشک جو کوئی اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے۔ اس کو حق تعالیٰ قبول کر لیتا ہے اور اسکے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ خواہ وہ کیسے ہی ہوں اور میرے دوستوں سے ہو جاتا ہے۔ (قطعہ)

شاہ گیلانی ترا حق در وجود رحمۃ للعالمین آوردہ است
ہرکہ آنِ تست مقبولِ خداست گرچہ ہرنا کردنی را کردہ است

شیخ ابوالنجیب سہروردی سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے شیخ حماد کی بابت خبر دی کہ لوگ ان کے ہاں سے رات کو شہد کی مکھی کی سی آواز سنا کرتے تھے اور اس بات کا ذکر کسی نے حضرت شیخ محی الدین کی خدمت میں کیا مگر ابھی آنحضرت کی شہرت نہ ہوئی تھی۔ ایک دفعہ شیخ حماد کی صحبت میں تشریف لے گئے اور پوچھا (فرد)

صحبتِ دناس را ایں ساز چیست
ہر زماں ایں نغمہ و آواز چست

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں۔ میں ہر رات ان کو یاد کرتا ہوں اور ان کی حاجتیں خداوند تعالیٰ سے چاہتا ہوں اور جو کوئی ان

سے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے اسی مہینہ میں توبہ دے یا اسے جہان فانی سے اٹھالے۔ تا کہ دیر تک گناہوں میں مبتلا نہ رہے۔ پس شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھ کو اپنی بارگاہ میں مرتبہ دے تو میں اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ میرے مرید قیامت تک بغیر توبہ کے نہ مریں اور میں انکا ضامن ہوں گا۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے اس بات کا مشاہدہ کرایا ہے۔ (فرد)

آنچہ او از رب خود درخواست کرد
از کرم او را ہماندم راست کرد

شیخ ابومحمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ جب میری والدہ ماجدہ اندھیری جگہ میں جاتیں تو وہاں ایک شمع روشن ہوجاتی۔ ایک دن میرے والد آئے اور جب اس شمع کو دیکھا تو فوراً بجھ گئی۔ تب میرے والد نے میری والدہ کو فرمایا کہ یہ نور جس کو تم دیکھتی ہو شیطان ہے جو تمہاری خدمت کرتا ہے۔ میں نے اس کو تجھ سے دور کر دیا ہے اور اس کے عوض نور رحمانی تیرے نامزد کیا ہے اور جو کوئی مجھ سے علاقہ رکھتا ہے یا مجھے اس پر عنایت ہے۔ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد جب میری والدہ صاحبہ تاریک مکان میں داخل ہوتیں تو چاند جیسا نور دیکھتیں جو اس مقام کے اطراف و جوانب کو روشن کر دیتا تھا۔

شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے منقول ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب حسین منصور نے لغزش کھائی تو اس زمانے میں اس کی دستگیری کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن اگر میں اس زمانہ میں ہوتا تو ضرور اس کی دستگیری کرتا اور میں قیامت تک اپنے بھولے بھٹکے مریدوں اور دوستوں کی دستگیری کروں گا۔

شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک رات میرے والد ماجد حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے ام یحییٰ کو چاول پکانے کیلیے حکم دیا۔ اس نے حکم کی تعمیل کی اور اٹھ کر چاول پکائے اور دستر خوان پر رکھ دیے۔ جب آدھی کے قریب رات گذر گئی تو دیوار پھٹ گئی اور ایک مرد آیا اور ان چاولوں کو ناشتا کر کے چلا گیا۔ میرے والد صاحب نے مجھے حکم دیا کہ جا اس آدمی کو ڈھونڈ اور اس سے مل کر اپنے لیے دعا کی التجا کر۔ میں نے اس کو ڈھونڈ کر اپنے لیے دعا کی درخواست کی اس نے کہا سبحان اللہ! میں تو تیرے والد بزرگوار کی دعا اور ان کے خرقہ کی برکت سے اس مرتبے تک پہنچا ہوں۔ ان سے دعا کیلیے التماس کرنی چاہیے نہ کہ مجھ سے (فرد)

چو کس را بود بحر و کاں پیشِ در
چہ محتاج از بہر لولو و زر

جب صبح ہوئی تو میں نے رات والا ماجرا شیخ علی بن ہیتی سے بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپکے والد بزرگوار کے خرقے اور عمامے سے زیادہ کوئی برکت دینے والا یا سرفرازی بخشنے والا خرقہ اور عمامہ نہیں دیکھا اور جہاں تک مجھے علم ہے آنحضرت نے ستر آدمیوں کو فتح عظیم دی ہے اور اسی شام کا ذکر ہے کہ آنجناب نے ان کو خرقہ پہنایا اور دستِ مبارک کی برکت سے ان کو عطائے جزیل سے بہرہ ور فرمایا اور جس دن میں آپکے والد ماجد کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں۔ اس دن سے زیادہ برکت والا دن اپنے حق میں نہیں دیکھتا۔ (قطعہ)

اے تو یوسف بمصرِ محبوبی سر بسز درملاحت و خوبی
بوے پیراہنت بہرکہ رسید دید یعقوب وار آنچہ پدید

چوں باملاد بینمت اے ماہِ دلفروز
در عیش و خوری گذرانم تمام روز

شیخ عمر کرمانی سے منقول ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں ایمان لانے والے یہودی اور نصاریٰ اور توبہ کرنے والے راہزن اور اعتقاد باطل سے باز نہ آنے والے رافضی ہر وقت موجود رہتے اور آنحضرت ہر ایک کو راہ راست پر لاتے۔ ایک دفعہ چند آدمیوں کا گروہ ایمان لایا اور بیان کیا کہ ہم مغرب کے رہنے والے ہیں اور ہمیں اسلام قبول کرنے کی خواہش ہوئی تو غیب سے آواز آئی کہ اے طائفۂ اہلِ فلاح! تم بغداد میں جاؤ اور حضرت شیخ عبدالقادر کے روبرو ایمان لاؤ۔ کیونکہ ان کی برکت سے اسلام تمہارے دلوں کو ایسا شیریں معلوم ہوگا کہ اور کسی سے نہ ہوگا۔

اور نیز راوی مذکورہ بالا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک راہب آپ کی مجلس میں آیا اور مشرف باسلام ہوا۔ اور بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں اور میرے دل میں جب اسلام اختیار کرنے کا خیال پیدا ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ یمن والوں میں سے جو سب سے اچھا ہوگا' اس کے سامنے ایمان لاؤں گا۔ میں ابھی انہی خیالات میں تھا کہ نیند مجھ پر غالب آئی اور میں سوگیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجھے فرماتے ہیں کہ جا بغداد میں شیخ عبدالقادر کے روبرو ایمان لا کہ وہ اس وقت روئے زمین پر سب سے بہتر ہے۔

شیخ عبداللہ حیالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ جنگلوں اور بیابانوں میں بسر کروں۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے اپنی خلقت کی نفع رسانی مجھ سے وابستہ کی ہے۔ اس سبب سے کہ پانچ سو سے زیادہ یہود اور نصاریٰ میرے سامنے اسلام لائے اور ایک لاکھ سے زیادہ کے قریب عیاروں اور راہزنوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔

یحییٰ بن نجاح ادیب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ دیکھیں۔ حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ وعظ کی مجلس میں کتنے آدمیوں کے

بال کاٹتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ ایک دھاگا لیتے گئے اور جب شیخ صاحب بال کاٹتے تو وہ کپڑے میں پوشیدہ طور پر اس دھاگے میں ایک گرہ لگاتے۔ اس طرح کہ کوئی نہ دیکھ سکے اور دور بیٹھے ہوئے تھے تو کیا سنا کہ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میں کھولتا ہوں اور تو باندھتا ہے۔

شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی نقل کرتے ہیں۔ میں نے لڑکپن کے زمانے میں ۵۵۳ھ کو خواب میں دیکھا کہ نہر عیسیٰ کا پانی خون اور ریم ہو گیا ہے اور مچھلیوں اور حشرات الارض سے پُر ہو کر بڑھتا جاتا ہے۔ میں وہاں سے بھاگ کر گھر آیا تو مجھے ایک آدمی نے گھر کے دریچہ سے پنکھا دیا اور کہا اس کو مضبوط پکڑ لے۔ میں نے کہا کہ یہ مجھے نہیں اٹھا سکے گا۔ اس نے کہا کہ تیرا ایمان تجھ کو اٹھائے گا۔ میں نے اس پنکھے کا کنارہ پکڑ لیا اور اپنے آپکو اس شخص کے نزدیک پایا اور میرا خوف جاتا رہا۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ فرما دیں کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں ان کی ہیبت کے مارے کانپنے لگا اور میں نے عرض کی یارسول اللہ! دعا کرو کہ خدا میرا خاتمہ آپ کی کتاب وسنت پر کرے۔ انہوں نے فرمایا ہاں تیرا شیخ، شیخ عبدالقادر ہے۔ تین دفعہ میں نے یہ عرض کی اور تین ہی دفعہ انہوں نے یہی فرمایا۔ جب میں بیدار ہوا تو اس خواب کا ذکر میں نے والد بزرگوار سے کیا۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر مجھے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت آنحضرت وعظ میں مشغول تھے اور انکے نزدیک جا کر بیٹھنا بہت دشوار تھا۔ لہٰذا ہم دور بیٹھ گئے۔ شیخ صاحب نے فوراً قطعِ کلام فرما کر حکم دیا کہ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ ہم کو لوگ منبر کے پاس لے گئے، شیخ صاحب نے منبر پر ہم کو طلب کیا اور میرے والد آگے تھے اور میں انکے پیچھے تب آنجناب نے فرمایا۔ تم تو راہبر کے بغیر نہیں آئے اور پیرا ہن میرے والد

کو پہنایا اور عمامہ میرے سر پر رکھا اور ہم منبر سے اتر آئے اور لوگوں میں بیٹھ گئے۔ دیکھا کہ وہ پیراہن الٹا پہنا ہوا ہے۔ میرے والد نے چاہا کہ سیدھا کر کے پہنے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ صبر کر پھر شیخ صاحب منبر سے اترے پھر والد صاحب نے سیدھا کرنا چاہا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پیراہن خود پہلے ہی سیدھا ہے۔ وہ فوراً بیہوش ہوگئے اور لوگ مضطرب ہوگئے۔ شیخ صاحب نے فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب رباط سے قبۂ اولیاء میں تشریف لائے تو ہم کو انکی خدمت میں حاضر کر دیا۔ قبۂ اولیاء اس جگہ کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہاں پر اکثر اولیاء اور مردانِ غیب ہی آنحضرت کی زیارت کیلیے آیا کرتے تھے تو میرے والد کو آنجناب نے فرمایا کہ جس کا راہبر پیغمبر خدا ہو۔ اور شیخ، شیخ عبدالقادر تو پھر کس طرح اس کو کرامت نہ ہو پھر کاغذ اور دوات منگا کر اسنادِ خرقہ کو لکھ کر ہمیں دیا۔

ہاں اے درویش! اس جگہ ایک لطیفہ ہے اس کو یاد رکھ کہ اگر کوئی شخص اسنادِ خرقہ کا منکر ہو۔ جیسا کہ ظاہر بین لوگوں کی عادت ہے تو اس کو کہو یہ امور حضرت غوث الثقلین سے باسنادِ صحیح درست ہیں اور تیرا علم شریعت وطریقت آنحضرت سے جو کہ نائب وارث رسول الثقلین تھے بڑھ کر نہیں ہوگا کہ تیرے انکار سے اس کام سے متنفر ہوں۔

فصل اس باب کے بیان میں کہ میں آنجنابؓ کو وسیلہ بنانا دونوں جہان کی نجات کا سبب ہے

عیسیٰ بن عبداللہ بن قیمار رومی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان میرے مدرسے کے پاس سے گذر جائے گا۔ قیامت کا عذاب اس سے تخفیف کیا جائے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ ایک ہمدانی آنحضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرا باپ فوت ہوگیا ہے۔ اس نے آج خواب میں مجھ سے بیان کیا ہے کہ

میں قبر کے عذاب سے تنگ ہوں۔ اس لیے تو شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس جا اور میرے لیے دعا کی التجا کر۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ وہ کبھی میرے مدرسے سے گذرا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آنحضرت خاموش ہو گئے۔ دوسرے روز پھر وہی شخص حاضر خدمت ہو کر بولا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے۔ نہایت خوش وخرم ہے اور سبز لباس پہنے ہوئے کہتا ہے کہ مجھ سے عذاب دور کر دیا گیا ہے اور یہ خلعت مجھ کو شیخ صاحب کی برکت سے دی گئی ہے۔ اے فرزند! تجھے لازم ہے کہ آنحضرت کی خدمت میں رہے۔

راوی مذکور یہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت کی مجلس میں حاضر تھا۔ لوگوں نے آنجناب کی خدمت میں عرض کی کہ فلانی قبر سے میت کی آہ و زاری سنی جاتی ہے اور ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ اسے باب الازج میں دفن کیا ہے۔ آنحضرت نے پوچھا کہ کیا اس نے میرا خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہمیں معلوم نہیں پھر فرمایا کیا کبھی وہ میری مجلس میں آیا ہے۔ انہوں نے کہا معلوم نہیں پھر استفسار کیا کہ میرے طعام سے کبھی اس نے کچھ کھایا ہے۔ انہوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کہ ایسا کوتاہی کرنیوالا زیاں کاری ہی کے لائق ہے۔ پھر ایک ساعت تک مراقبے میں رہے تو آپ کے چہرہ مبارک پر ہیبت اور وقار ظاہر ہوا اور فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اس نے آپکا روئے مبارک دیکھا ہے اور گمان نیک کیا خداوند تعالیٰ نے اس کے سبب اس پر رحمت کی اور پھر اس کی قبر سے نالہ وفریاد نہ سنا۔

شیخ الغنائم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت نے اپنے ایک خادم کو خلوت میں بٹھایا۔ اسی رات وہ ستر بار محتلم ہو گیا اور ہر دفعہ نئی عورت سے محتلم ہوا۔ ان میں سے بعض کو وہ پہچانتا تھا اور بعض کو نہیں پہچانتا تھا۔ جب علی الصباح شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ رات کے ماجرے کی شکایت کرے۔ لیکن شیخ

صاحب نے اس کے بولنے سے پہلے ہی فرمایا کہ رات والے احتلام کو برا نہ سمجھ کیونکہ لوحِ محفوظ میں تیرے نام ستر دفعہ زنا فلاں فلاں نام وشکل کی عورت سے لکھا ہوا تھا۔ میں نے خداوند تعالیٰ سے درخواست کی تو اس بیداری کو خواب میں تبدیل کیا گیا۔ حضرت قادریہ شہود فرماتے تھے کہ ایک دن ایک مرد آنحضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اس درگاہ عالم پناہ سے جو کہ قبلۂ حاجات ہے۔ فرزند نرینہ کیلیے ملتمس ہوں۔ (فرد)

رد کہ درخواست از خدائے کریم

آنچہ مے خواستی عطا کردیم

اس کے بعد وہ مرد ہر روز آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا اور کبھی کبھی اشارۃً یا صراحۃً اس بات کیلیے عرض کر دیا کرتا کیونکہ صاحبِ غرض مجنون ہوتا ہے۔ جب اس کی التماس حد سے گذر گئی تو فرمایا کہ مجھے اتنی دفعہ نہ ستا جو کچھ تو چاہتا ہے' میں نے اس کی ماں کے پیٹ میں اس کو مشاہدہ کیا ہے۔

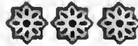
ع۔ برو شاد میاش کارت بکام است

آخر جب حمل کے دن گذشتہ ہو گئے تو بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اس کو اٹھا کر پیر جہانگیر کی خدمت میں لے آیا اور عرض کی کہ میری التماس فرزند نرینہ کیلیے تھی۔ فرمایا کہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے جا اور پھر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ جب اس نے گھر آ کر دیکھا تو بجائے لڑکی کے لڑکا پایا۔

ع۔ اللہ اللہ چہ قادریست بہ بیں

شیخ ابو مسعود خرمی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالمظفر حسین تاجر' حماد دباس کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے قافلہ تیار کیا ہے اور ملک شام کو جانا چاہتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تو اس سال سفر کرے گا تو مارا جائے گا اور تیرا مال ومتاع

ضائع ہو جائے گا۔ وہاں سے محروم ہوکر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور سارا حال عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا جا سفر کر وہ سلامتی سے چلا گیا اور مال عمدہ نفع پر فروخت کیا۔ ایک دن حلب میں اترا اور جو کچھ اس کے پاس تھا۔ اس کو ایک جگہ رکھ دیا اور قضائے حاجت سے فارغ ہوا تو اس مال کو اسی جگہ بھول گیا۔ جب اپنی خواب گاہ میں گیا تو سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ عرب کے ایک طائفے نے اسکے قافلے پر حملہ کیا اور لوٹا اور آدمیوں کو تہِ تیغ کیا اور ایک شخص نے آ کر اس کی گردن کو چھری سے کاٹا۔ اس خواب سے بیدار ہوا اور خون کا نشان اپنی گردن میں دیکھا اور درد محسوس کیا اور اپنے مال کو یاد کیا۔ فوراً اس جگہ گیا اور اپنے مال کو موجود پایا۔ وہاں سے بغداد میں واپس آیا۔ اسی سوچ میں تھا کہ پہلے کس صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں کہ شیخ حماد نے جو کہ سلطان بازار میں چلے جا رہے تھے کہا کہ اے ابوالمظفر! پہلے شیخ عبدالقادر کے پاس جا۔ کیونکہ وہ خداوند تعالیٰ کے محبوب ہیں اور انہوں نے سترہ دفعہ خداوند تعالیٰ سے التجا کر کے اس واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کرایا ہے اور مال کے تلف ہونے کو نسیان سے۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنجناب نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حماد نے سُوقِ سلطان میں تجھ سے بیان کیا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم ہے کہ میں نے سترہ بار درخواست کی تب تیرے قتلِ بیداری کو نیند اور تلفِ مال کو نسیان سے بدلا گیا۔



دسواں باب

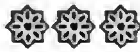
حاجات کے طلب کرنے میں آپ کو وسیلہ بنانے کے بیان میں

ابوالمعالیؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ہم ایک ایسے خوفناک جنگل میں اترے کہ جہاں بھائی بھائی کی مدد نہ کرتا تھا۔ جب اونٹوں کو لادا تو چار اونٹ گم ہو گئے۔ قافلہ چلا گیا اور ہم اونٹوں کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ ہر چند ہم نے ڈھونڈا لیکن اونٹوں کا نشان نہ پایا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے آنحضرت کی بات یاد آئی کہ اگر تو سختی میں عاجز ہو جائے تو مجھے پکارنا تا کہ وہ مصیبت تجھ سے دور ہو جائے۔ میں نے اسی وقت فریاد کی کہ اے شیخ عبدالقادر! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ مشرق کی طرف ایک آدمی ٹیلے پر کھڑا آستین سے مجھے اشارہ کرتا ہے کہ آ۔ جب میں وہاں گیا تو کسی کو نہ دیکھا۔ لیکن چاروں اونٹ مجھے مل گئے۔

شیخ عمر بزاز سے منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ جو شخص مجھے سختی میں یاد کرے میں اس بلا کو دور کر دیتا ہوں اور جو مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرے تو اس مصیبت کو رفع کرتا ہوں اور جو کسی حاجت کیلیے خدا کے حضور میں مجھے وسیلہ بنائے تو میں اس کی حاجت روا کر دیتا ہوں اور جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پھر گیارہ دفعہ درود پیغمبر علیہ السلام پر بھیجے اور سلام کہے اور اُس کو یاد کرے اور پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام لے اور اپنی حاجت کو یاد کرے۔ بیشک اس کی حاجت پوری ہوگی۔

عثمان صریفنی اور عبدالحق حریمی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم منگل کے دن

تیسری ماہ صفر کو آنحضرت کے مدرسے میں گئے۔ آنجناب نے اٹھ کر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سلام دینے کے بعد ایک ہیبت ناک نعرہ مارا اور قبقاب یعنی کھڑاؤں کو ہوا میں پھینکا۔ یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہوگئی اور دوسرا نعرہ مار کر دوسری کھڑاؤں کو بھی نظر سے غائب کر دیا۔ اس کے بعد بیٹھ گئے لیکن کسی کو اتنی جرأت نہ تھی کہ آپ سے پوچھے کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ بیس روز کے بعد عجم کے شہروں میں سے ایک قافلہ آیا اور کہا کہ ہمیں کچھ شیخ صاحب کی نیاز دینا ہے۔ آپ نے فرمایا ان سے ایک من[1] ریشم اور ریشمی کپڑے اور کچھ سونا لے لو۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا اور ان چیزوں کے علاوہ آنحضرت کی کھڑاویں بھی دیں۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کھڑاویں تم نے کہاں سے لیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم منگل کے دن تیسری ماہ صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اچانک کچھ عربی راہزن بمعہ دو سرداروں کے ہم پر حملہ آور ہوئے اور ہم میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور ایک وادی میں لیجا کر تقسیم کرنے لگے۔ ہم نے کہا کہ آؤ اس وقت شیخ عبدالقادر کو یاد کریں اور ہم نے ایسا ہی کیا اور منت مانی۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم نے دو نعرے عظیم سنے کہ ان کی ہیبت تمام وادی میں چھا گئی اور وہی راہزن ہمارے پاس گھبرائے ہوئے دوڑتے آئے۔ ہم نے خیال کیا کہ شاید کسی اور گروہ نے ان پر حملہ کیا ہے۔ لیکن وہ ہمیں کہنے آئے تھے کہ آؤ اپنا مال لے جاؤ اور دیکھو کہ ہم پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہم نے جا کر دیکھا کہ ان کے دونوں سردار مرے پڑے ہیں اور وہی دونوں کھڑاویں ان کے پاس دھری ہیں۔ پھر ہم نے اپنا مال و اسباب مع کھڑاؤں کے لیا اور وہ کہتے تھے۔ اِنَّ هٰذَا الْاَمِر علینا عظیم۔



---

[1] نوراللغات نے من کا وزن ۸۰ تولے بھی لکھا ہے اور یہی قرین قیاس ہے (م۔ع۔م۔ح)

گیارہواں باب

آنحضرت کے وہ حالات جن کو آپ کی زبانِ حال نے بیان کیا

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو مدرسے میں منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے سنا کہ ہر ایک ولی نبی کے قدم پر ہے اور میں اپنے جد بزرگوار جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں۔ پیغمبر خدا نے نبوت کے قدموں کے علاوہ جو قدم اٹھایا میں نے اپنا قدم وہاں رکھا۔ کیونکہ وہاں نبی کے سوا نبوت کا دعوٰی نہیں ہوسکتا اور اپنے اشعار میں اس لطیف مضمون کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

وکُل ولی لہٗ قدم" وانی علی قدم النبی بدر الکمال

ہر ولی را قدم ہست براندازۂ خود
من قدم برقدمِ جدِ خودم در ہمہ جا

شیخ ابومحمد علی ابن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن اور انسان کا شیخ الگ الگ ہوتا ہے۔ لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔

راوی مذکور سے یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت مرض موت میں اپنی اولاد کو فرماتے تھے کہ میرے اور تمہارے اور تمام خلقت کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پس نہ کسی کو میرے ساتھ قیاس کرو اور نہ مجھ کو کسی کیساتھ نسبت دو۔ (فرد)

بچہ نسبت کنم آں سرو قد دل جُورا
ہرچہ گویم بہ از آنست چہ گویم اورا

شیخ ابو مسعود احمد بن ابوبکر حریمی عطار اور شیخ ابوعبداللہ محمد بن قاید رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت منبر پر کھڑے تھے لیکن ابھی تک کچھ نہ آپ نے فرمایا تھا اور نہ ہی قاری نے کچھ پڑھا تھا کہ لوگوں کو وجدِ عظیم ہوگیا۔ شیخ صدقہ اس جگہ حاضر تھے۔ انہوں نے دل میں خیال کیا کہ یہ وجد کس سبب سے ہے تو شیخ صاحب نے انکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے شیخ! آج میرا ایک مرید بیت المقدس سے یہاں تک ایک قدم میں آیا ہے اور اس نے توبہ کی ہے اور حاضرین مجلس اس کے مہمان ہیں پھر شیخ صدقہ کو خیال ہوا کہ جس نے بیت المقدس سے لے کر یہاں تک کی مسافت ایک قدم میں طے کی۔ وہ کس بات کی توبہ کرے گا اور اس کو شیخ کی کیا ضرورت ہے پھر آنحضرت نے شیخ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے شیخ! وہ اس بات کی توبہ کرتا ہے کہ پھر ہوا میں نہ اڑے گا۔ اور وہ اس بات کی احتیاج رکھتا ہے کہ مجھ سے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت کی تعلیم حاصل کرے۔ (فرد)

؎ آنانکہ بہ تختِ عظمت باتاج اند
در پیشِ درت از دل و جاں محتاج اند

اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ میری تلوار سوتی ہوئی اور کمان چلّے پر چڑھائی ہوئی اور تیر بے خطا اور نیزہ سیدھا اور گھوڑا زین شدہ ہے اور میں خداوند تعالیٰ کی بھڑکتی ہوئی آگ ہوں اور میں احوال کو سلب کرنے والا اور بحر ناپیدا کنار ہوں اور میں محفوظ اور ملحوظ ہوں۔ اے روزہ رکھنے والو اور رات کو قیام کرنے والو اور اے پہاڑوں کے رہنے والو۔ تمہارے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور گرجے والو تمہارے گرجے گر جائیں تم خداوند تعالیٰ کے حکم کی طرف آؤ اور اے راستوں کے بنانے والو۔ اور اے مردو۔ اور اے بہادرو۔ اور ابدالو۔ اور بچو آؤ اور اس بحر ناپیدا کنار سے کچھ حاصل کرلو اور مجھے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر

جیلانی کلام کرتا کہ ہم سنیں اور تجھے میرے حق ہونیکی قسم ہے تو کھا پی اور کلام کر اور میں نے تجھے رد ہونے سے محفوظ رکھا۔

دو صاحبوں ابوعثمان صریفنی اور ابومحمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہم نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ اے مشرق سے لے کر مغرب تک زمین کے رہنے والو! اور اے آسمان کے رہنے والو! خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنہ' یخلق مالا یعلمون میں ان میں سے ہوں۔ جن کو تم نہیں جانتے۔ آؤ اور جلدی کرو تا کہ تم مجھ سے کچھ سیکھ لو۔ اور اے اہل عراق! حالات میرے نزدیک یہ ہوئے کپڑوں کی طرح ہیں۔ جس کو چاہوں پہناؤں۔ اے غلام! تو ہزار سال سفر کرے اور مجھ سے کوئی کلمہ سنے اور اے غلام! ولایت اور درجے اسی جگہ ہیں۔ اور اسی مجلس میں خلعتیں عطا ہوتی ہیں اور کوئی پیغمبر یا ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔[1] جو زندہ ہیں وہ اپنے بدنوں سے اور جو وصال پا گئے ہیں وہ روحوں سے۔ اے غلام تو قبر میں منکر نکیر سے سوال کرتا کہ وہ تجھے وہ میری خبر دیں۔

ابومحمد عبدالغنی اور ابومحمد عبدالعزیز بن ابونصر بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں امور خلق اللہ کے پیچھے اور تمہاری عقلوں سے پرے ہوں۔ یعنی تمہاری عقلیں مجھ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ تمام مردان خدا! جب قضاؤ قدر تک پہنچتے ہیں تو روکے جاتے ہیں مگر مجھے کوئی نہیں روکتا۔ بلکہ جب میں وہاں پہنچتا ہوں تو میرے لیے ایک دریچہ کھول دیتے ہیں اور میں اس میں آتا ہوں۔ ونازعتُ اقدار الحق بالحق للحق یعنی میں حق کیلیے حق کے ساتھ حق کی تقدیروں کے ساتھ جھگڑتا ہوں۔

---

[1] بارگاہ رسالت میں آپ کی محبوبیت کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ ارواحِ پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام بطور کرم نوازی تشریف لاتی ہوں گی۔ (م۔ع۔م۔ح)

تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری زخاطرِ ناشاد محنت و غم را

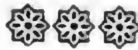
شیخ علی بن ہیتی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت کے ہمراہ خواجہ معروف کرخی کی زیارت کیلیے گیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا السَّلام عَلَیْکَ یَاشیخ معروف عبرتنا بدرجةٍ یعنی ہم سے ایک درجہ بڑھے ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد پھر ان کی زیارت کیلیے گئے اور میں بھی ہمراہ تھا۔ پھر کہا السَّلام عَلَیْکَ یَاشیخ معروف عبرناک به درجتین یعنی ہم آپ سے دو درجے بڑھ گئے ہیں۔ قبر سے آواز آئی علیک السلام یا سیداهل زمان یعنی سلام ہو تجھ پر اے اہل زمانہ کے سردار۔

نیز راوی مذکور یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ اوائل عمر میں اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ عراق میرے سپرد کیا گیا ہے اور کچھ مدت کے بعد فرمایا کہ اب تمام روئے زمین مشرق سے مغرب تک مع پہاڑوں۔ جنگلوں اور نشیب و فراز کے میرے سپرد کی گئی ہے اور اس وقت کے اولیاؤں میں سے کوئی ایسا نہ تھا۔ جس نے ان کی قطبیت کو تسلیم نہ کیا ہو۔

شیخ ابو محمد عبداللطیف بن ابوطاہر بغدادی صوفی سے منقول ہے کہ جب شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کوئی کلام عظیم فرماتے تو اس کے بعد ان کا یہ بھی ارشاد ہوتا کہ جب تم میرے کلام کو سنو تو (صَدَقْتَ) کہا کرو۔ کیونکہ میں ایسی سچی بات کہتا ہوں۔ جس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جب مجھ سے کہلاتے ہیں تو میں کہتا ہوں اور مجھے دیتے ہیں تو میں تقسیم کرتا ہوں اور جب فرماتے ہیں تو کرتا ہوں۔ میری باتوں کو جھٹلانا تمہارے دین کیلیے زہر قاتل ہے اور دنیا و آخرت کے کھوئے جانے کا سبب ہے۔ میں سیاف اور قتال ہوں اور تم میرے نزدیک بمنزلہ شیشوں کے ہو۔ میں تمہارے ظاہر اور باطن کو دیکھتا ہوں۔

شیخ ابوسعود احمد بن ابی بکر حریمی نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب تک آفتاب مجھے سلام نہیں کرتا، طلوع نہیں ہوتا اور سال جب شروع ہوتا ہے تو پہلے مجھے آکر سلام کرتا ہے اور اس سال کے کل واقعات سے مجھے اطلاع دیتا ہے۔ اور اسی طرح ہر مہینہ اور ہر ہفتہ اور دن میرے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں اور امور شدنی سے مجھے مطلع کرتے ہیں اور مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے کہ تمام سعادت مندوں اور بدبختوں کو میرے سامنے پیش کرتے ہیں اور ہمیشہ میری آنکھ لوح محفوظ کی طرف دیکھتی رہتی ہے اور میں خداوند تعالیٰ کے علم اور مشاہدہ کے دریا کا غواص ہوں اور میں تم پر خداوند تعالیٰ کی حجت ہوں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وارث اور نائب ہوں۔

شیخ عبدالوہاب اور شیخ عبدالرزاق آنحضرت کے صاحبزادوں سے منقول ہے کہ جب کبھی کوئی نیک بخت آتا ہوا دیکھتے تو آہستہ فرماتے۔ مرحبا بحبیب اللہ اور اگر بدبخت کو آتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے۔ وَلَا مرحبا بطرید اللہ اور ہر ایک میں نیک بختی اور بدبختی کی علامت آنجناب کے قول کے مطابق ظاہر ہو جاتی۔



بارہواں باب

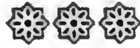
آپ کے قول قدمی ھٰذہٖ علٰی رَقَبۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کے بیان میں

شیخ ابویعقوب سے منقول ہے کہ میں ۶۲۱ھ میں بغداد میں آیا اور قاضی القضاۃ ابی صالح نصر کی زیارت کو گیا تو دیکھا کہ اپنے جد امجد کے مدرسے میں ایک جماعت کثیر کے حلقے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے اس قول قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ کی نسبت ان سے پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد بزرگوار عبدالرزاق اور اپنے چچوں ابوعبدالرحمٰن عبداللہ اور ابوعبداللہ عبدالوہاب اور ابواسحاق ابراہیم سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم اس مجلس میں حاضر تھے۔ جس میں آنحضرت نے یہ قول فرمایا اور اس وقت عراق کے بڑے بڑے مشائخ نے جن کی تعداد پچاس سے کچھ اوپر تھی' اپنی گردنیں آگے کیں اور سروں کو جھکا دیا اور شیخ علی ہیتی نے اٹھ کر آنجناب کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا اور گردونواح میں جو اس وقت مشائخ تھے' ان سب کی نسبت ہمیں یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی گردنوں کو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ جھکالیا اور کسی نے بھی اس بات سے انکار نہ کیا۔ بلکہ اطراف و جوانب میں اس بات کا اعلان کیا کہ ہمارا گردنوں کو جھکانا شیخ محی الدین عبدالقادر کے فرمودہ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ علیٰ رقبۃِ کُل ولی اللّٰہِ کی خاطر ہے۔

شیخ ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ علیٰ رقبۃِ کُل ولی اللّٰہِ فرمایا تھا تو اس وقت خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے دل پر اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

آپ کے دستِ مبارک پر تجلی فرمائی تھی اور مقرب فرشتوں کی ایک جماعت نے تمام اولیاء متقدمین و متاخرین کے روبرو آنجناب کو خلعت پہنایا اور وہ اولیاء اللہ جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھے اور جو وفات پا گئے تھے اپنی روحوں کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھے اور رجال الغیب اور فرشتے آپ کی مجلس کے گرد با ادب کھڑے تھے اور کئی صفیں ہوا میں کھڑی ہوئی تھیں اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی اس وقت نہ تھا۔ جس نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کیلیے گردنِ تسلیم خم نہ کی ہو۔

شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا (اور شیخ خلیفہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کرتے تھے) اور پوچھا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ کیوں فرمایا ہے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیوں نہ کہے جبکہ وہ قطبِ زماں ہے اور میں اس کا حامی اور مددگار ہوں۔



تیرھواں باب

اس بات کے بیان میں کہ آنحضرت نے یہ کلمہ خداوند تعالیٰ کے حکم سے فرمایا

شیخ ابوالبرکات سے منقول ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مشائخ متقدمین سے کسی نے یہ کلمہ جو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہا ہو۔ انہوں نے فرمایا نہیں تو میں نے پوچھا کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنے مقامِ فردیّت کو ظاہر کیا ہے۔ تو میں نے کہا کہ ہر زمانے میں ایک فرد ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اس بات پر ان افراد میں سے سوائے آنجناب کے اور کوئی مامور نہیں ہوا۔ پھر میں نے کہا کیا واقعی آپ اس بات پر مامور ہیں تو انہوں نے فرمایا ہاں ٹھیک وہ اس بات پر مامور ہیں کہ اولیاء اللہ کی گردنوں اور رؤسا کے سر پر قدم رکھیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تاوقتیکہ خدا تعالیٰ نے ان کو حکم نہ دیا۔

شیخ عارف ابومحمد علی ابن ابی ادریس یعقوبی سے منقول ہے کہ جب میرے سردار شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے **قدمی هذه علٰى رقبة كل ولی اللّٰه** فرمایا تو شیخ علی ہیتی نے اٹھ کر آنحضرت کا قدم مبارک پکڑا اور اپنی گردن پر رکھا اور آنحضرت کے دامن کے نیچے ہوئے۔ اس پر بعض اصحاب نے پوچھا کہ آپ نے اس طرح کیوں کیا فرمایا کہ آنحضرت اس قول کے کہنے پر مامور ہیں۔ اور ان کو اس بات کا اذن ہوا ہے کہ اولیائے کرام سے جو اس بات کا منکر ہو اس کو معزول

کریں۔ پس میں نے چاہا کہ آپکے تابعداروں میں سے پہلا ہو جاؤں۔

شیخ ابوالفرح حسن سے منقول ہے کہ جب آنحضرت اس بات پر مامور ہوئے کہ **قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃِ کل ولی اللّٰہ** کہیں تو میں نے دیکھا کہ مشرق اور مغرب میں تمام اولیائے کرام نے گردن ہائے تسلیم کوخم کیا مگر ایک عجمی نے نہ کیا سو اس کا حال جاتا رہا۔

شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے صاحبزادے سے منقول ہے کہ ایک دفعہ طفسونج میں میرے والد نے اصحاب کے درمیان گردن جھکائی تو میں نے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ اس وقت بغداد میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے **قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ** فرمایا ہے۔ اور میں نے اس کی خاطر گردن کو جھکایا ہے۔ اس کے بعد بغداد سے خبر آئی کہ اسی روز شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اس قول کو فرمایا تھا۔

شیخ عبدالقادر بن عبداللہ سہروردی نقل کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ میں ہم شیخ حماد دباس کی خدمت میں بیٹھے تھے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ بھی اسی جگہ تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت نے کلام عظیم فرمائی تو شیخ حماد نے نہایت ملائمت سے کہا کہ اے عبدالقادر! آپ نے کلام عظیم اور عجیب فرمائی ہے۔ لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ جل شانہٗ نے آپ سے خفیہ تدبیر[1] نہ کی ہو تو آنخضرت نے دستِ مبارک شیخ حماد کے سینے پر رکھ کر فرمایا کہ آپ دل کی آنکھ سے دیکھیں کہ میرے ہاتھ پر کیا لکھا ہوا ہے اور اپنا ہاتھ ان کے سینے سے اٹھالیا۔ اس کے بعد شیخ حماد نے فرمایا کہ میں نے اس میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اس نے ستر بار خداوند تعالیٰ سے پختہ عہد کرلیا ہے کہ اس کے ساتھ خفیہ تدبیر نہیں کی جائے گی اور پھر فرمایا **لاباس بعدھا ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآءُ واللّٰہ ذوالفضل العظیم** یعنی اب کوئی خوف نہیں۔ یہ خداوند تعالیٰ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور وہ بڑے فضل والا ہے۔

---

[1] مکر کا ترجمہ بہ تتبع مولانا احمد رضا خاں بریلوی خفیہ تدبیر کیا گیا (م۔ع۔م۔ح)

چودھواں باب

آپ کے اس قول کی نسبت مشائخِ کرام کا آپ سے پہلے خبر دینے کے بیان میں

ابومحمد شبنکی سے منقول ہے کہ ایک دن شیخ ابوبکر ابن ہرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں اولیاء اللہ کے حالات کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ تو اسی اثناء میں انہوں نے فرمایا کہ عراق میں ایک مرد عجمی شخص عبدالقادر نام خالق اور مخلوق دونوں کے نزدیک ذی مرتبہ اور عالی قدر ظاہر ہوگا اور بغداد میں اس کا مسکن ہوگا اور قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کُل ولی اللّٰہ کہے گا اور تمام ولی اللہ اس بات کو تسلیم کر کے گردنیں جھکائیں گے اور اپنے وقت میں یگانہ ہوگا۔

شیخ بقا وابوالمظفر ابراہیم سے منقول ہے کہ ابتدائے زمانہ میں آنحضرت تاج العارفین ابوالوفا کی صحبت میں جایا کرتے تھے۔ جب شیخ مذکور آنجناب کو دیکھ لیتے تو تعظیماً اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور کبھی کبھی آپ کا استقبال بھی کیا کرتے اور حاضرین مجلس کو بھی کہا کرتے قوموا لولی اللّٰہ یعنی ولی اللہ کیلیے اٹھو۔ اور جو نہ اٹھتا اس کو دوبارہ فرماتے فلیقم لولی اللّٰہ یعنی اللہ کے ولی کیلیے اٹھ جب اس بات کو سب دوستوں نے بار بار دیکھا تو ایک دن ان میں سے ایک نے پوچھا کہ اس جوان کی اس قدر تعظیم کرنے کا کیا سبب ہے۔ تب انہوں نے فرمایا کہ اس جوان کا ایک وقت ہے۔ جب وہ وقت آئے گا تو تمام خاص و عام اس کی طرف محتاج ہوں گے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ جوان بغداد میں قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ کہے گا اور یہ کلمہ بالکل سچ ہوگا اور تمام اولیائے کرام اپنی گردنیں اس کے قدم کے نیچے رکھیں گے اور وہ ولیوں کا قطب ہوگا اور اگر تم میں سے کوئی اس

وقت کو پائے تو شیخ محی الدین عبدالقادر کی صحبت کو لازم اور ضروری سمجھے۔

شیخ ابوالحسن علی ہیتی اور ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ عنہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ان کی مجلس وعظ میں آئے اور شیخ صاحب اس وقت جوان تھے اور اول ہی اول بغداد میں آئے تھے۔ تاج العارفین ابوالوفا نے فرمایا کہ اس جوان کو مجلس سے باہر لے جاؤ اور وعظ میں مشغول ہو گئے۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ پھر آئے۔ پھر فرمایا کہ اس جوان کو باہر لے جاؤ' پھر جب تیسری مرتبہ آنحضرت تشریف لائے تو تاج العارفین نے منبر سے اتر کر آپ کو بغل میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا کہ اے لوگو! خدا کے ولی کیلیے اٹھو۔ میں نے اس جوان کو جو باہر لے جانے کا حکم دیا تھا تو اس سے اسکی ذلت اور اہانت مقصود نہ تھی بلکہ میری یہ مراد تھی کہ تم اس سے واقف ہو جاؤ اور مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم ہے کہ میں اسکے سر پر ایک ایسا نور دیکھتا ہوں جس کی شعاعیں مشرق اور مغرب سے بھی گذر گئی ہیں۔

اس کے بعد فرمایا۔ اے شیخ عبدالقادر! آج ہمارا وقت ہے۔ پھر تیرا وقت ہوگا اور یہ کہ ہر ایک مرغ آواز دے کر چپ ہو جاتا ہے۔ لیکن تیرا مرغ قیامت تک آواز کرتا رہے گا اتنا کہہ کر اپنا پیالہ اور پیراہن اور تسبیح اور عصا آنحضرت کو دیا اور جب مجلس ختم ہوئی تو منبر سے اتر کر آنحضرت کا دست مبارک پکڑا اور کہا کہ اے شیخ عبدالقادر! تجھ پر ایک وقت آئے گا۔ اس وقت مجھے یاد رکھنا اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر کہا اس بڈھے کو فراموش نہ کرنا۔

شیخ عمر بزاز فرماتے ہیں کہ وہ تسبیح جو تاج العارفین نے شیخ عبدالقادر کو عنایت فرمائی تھی' زمین پر رکھنے سے دانہ دانہ ہو کر بکھر جاتی تھی اور آنحضرت کی وفات کے بعد پیراہن کے تکمہ میں پائی گئی اور اس کو شیخ علی ہیتی نے لے لیا اور ان سے شیخ محمد بن قائد نے لی اور اس پیالے میں یہ خاصیت تھی کہ اگر کوئی شخص

اس کو لینا چاہتا تو وہ از خود اچھل کر ہاتھ میں آ جاتا تھا۔

شیخ ابوعمران موسیٰ بن ماہین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز شیخ عقیل نے ایک منجم سے پوچھا کہ اب قطب وقت کون ہے۔ اس نے کہا اس وقت ہمارا قطب مکہ میں مخفی ہے اور اولیاء اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں پہچانتا اور عراق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آخرکار یہاں سے ظاہر ہوگا اور وہ ایک عجمی شریف جوان بغداد میں کلام کرے گا اور خاص و عام اس کی کرامات کو دیکھیں گے اور وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہے گا قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کُل ولی اللّٰہ اور تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں اس کے قدم کے نیچے رکھ دیں گے اور اگر میں اس زمانے میں ہوں تو اپنا سر اس کے قدموں کے نیچے رکھوں۔ اور وہ ایسا شخص ہوگا کہ اگر کوئی شخص اس کی کرامات کی تصدیق کرے گا تو بہت فائدہ اٹھائے گا۔

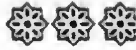
شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں شیخ حماد الدباس کی مجلس میں حاضر تھا اور وہیں پر آنحضرت بھی تشریف فرما تھے۔ جب آنجناب وہاں سے تشریف لے گئے تو بعد میں شیخ حماد نے فرمایا کہ اس جوان کا ایک قدم ہے جو اپنے وقت میں تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر رکھے گا اور اس بات پر مامور ہوگا کہ قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کُل ولی اللّٰہ کہے اور اس کے سامنے سب اپنی گردنیں جھکائیں گے۔

عبداللہ سے منقول ہے جو کہ شام کے جلیل القدر علماء سے ہیں کہ جب میں تحصیل علم کیلیے بغداد میں گیا تو اس وقت بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں ابن سقا میرا رفیق تھا۔ ہم عبادت میں مشغول تھے اور نیک مردوں کی زیارت کیا کرتے تھے اور اس وقت بغداد میں ایک عزیز تھا۔ جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ وہ غوث ہے اور نیز یہ بھی افواہ تھی کہ وہ جب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے اور جب چاہتا ہے غائب ہو جاتا ہے۔ پس میں اور ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جو ابھی جوان ہی تھے اس غوث

کی زیارت کو گئے تو راستے میں ابن سقا نے کہا کہ میں غوث سے ایسا سوال کروں گا۔ جس کا وہ جواب نہیں دے سکے گا اور میں نے کہا میں کچھ پوچھوں گا دیکھیے اس کا کیا جواب دے۔ لیکن شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ معاذ اللہ! ہرگز سوال نہیں کروں گا بلکہ ان کے دیدار کی برکت کا منتظر رہوں گا۔ جب ہم غوث کے پاس آئے تو اس کو اپنی جگہ نہ پایا۔ ایک گھڑی کے بعد اسی جگہ نمودار ہوا اور غصے کی نگاہ سے ابن سقا کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے ابن سقا! تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے۔ جس کا جواب میں تیرے زعم میں نہیں دے سکوں گا۔ تیرا مسئلہ یہ ہے اور میں اس کا جواب یہ خیال کرتا ہوں کہ تجھ میں کفر کی آگ شعلہ زن ہے۔ اس کے بعد میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے عبداللہ! تو مجھ سے مسئلہ پوچھتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ میں اس کی بابت کیا جواب دیتا ہوں تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ تو دنیا میں ہر دو گوش تک ڈوبے گا اور یہ اس بے ادبی کے سبب سے ہوگا جو تو نے میرے ساتھ کی۔ اس کے بعد شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر ان کو اپنے نزدیک بٹھایا اور بہت عزت کی۔ آپ نے میرا ادب ملحوظ رکھنے سے خدا اور اس کے رسول کو خوش کیا ہے۔ گویا کہ میں آپ کو بغداد میں منبر پر قدمی هذہٖ علٰی رقبۃ كُل ولی اللّٰه کہتے ہوئے دیکھتا ہوں اور اس وقت کے اولیائے کرام کو تیرے اجلال و اکرام کے سبب گردن جھکائے دیکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اسی وقت غائب ہوگئے اور اس کے بعد ان کو کبھی نہیں دیکھا اور جو کچھ شیخ عبدالقادر کی نسبت فرمایا تھا۔ واقعہ ہوا اور ابن سقا نے تحصیلِ علوم میں مشغول ہو کر اپنے ہمسروں پر فوقیت پائی اور خلیفہ نے اس کو شاہِ روم کے پاس بطور سفیر کے بھیجا اور شاہ روم نے علمائے نصاریٰ کے ساتھ ان کا مناظرہ کرایا تو اس نے سب کو لاجواب کر دیا اور اس سبب سے وہ بادشاہ کا منظورِ نظر ہوگیا۔ اس بادشاہ کے ہاں ایک دختر نہایت جمیلہ اور شکیلہ تھی یہ حضرت اس پر فریفتہ ہوگئے اور اس

کیلیے بادشاہ سے التجا کی۔ اس نے کہا اس شرط پر کہ تم نصرانی ہو جاؤ مجھے منظور ہے۔ اس نے قبول کرلیا اور بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرلی۔

ابن سقا نے اس وقت اس غوث کے کلام کو یاد کیا اور سمجھا کہ یہ سب ان کی بے ادبی کا نتیجہ ہے اور میں دمشق میں گیا تو نور الدین شہید نے مجھے جبراً اوقاف کا متولی بنا دیا اور دنیا نے میری طرف رجوع کیا اور جو بات غوث نے میرے حق میں فرمائی تھی' پوری ہوئی اور حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے بغداد میں بآواز بلند قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کُل ولی اللّٰہ فرمایا



پندرھواں باب

مشائخ متقدمین ومتاخرین کا آپ کی تعریف کرنے کے بیان میں

ابومحمد شبنکی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے شیخ ابوبکر بن جعفر رضی اللہ عنہ سے سنا جو انہوں نے فرمایا کہ عراق میں آٹھ اوتاد ہیں۔ معروف کرخیؒ احمد بن حنبلؒ منصور بن عمارؒ بشر حافیؒ جنیدؒ سری سقطیؒ سہیل بن عبداللہؒ تستری اور عبدالقادر جیلیؒ میں نے پوچھا کہ عبدالقادر کون ہے؟ فرمایا ایک عجمی شریف ہے جو کہ بغداد کا رہنے والا ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ اس کا ظہور پانچویں قرن یعنی صدی میں ہوگا اور وہ افراد و اوتاد کا رفیق اور قطب زماں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک ہوگا۔

ابومحمد شبنکی سے منقول ہے کہ شیخ ابوبکر شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کرتے تھے کہ وہ پانچویں صدی کے اوسط کے قریب عراق میں ظاہر ہوں گے اور ان کی بزرگی کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ان کے اقوال و افعال سے اقتدا کیا جائے گا اور انکی برکت سے خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو اعلیٰ درجے عطا فرمائے گا اور قیامت کے روز دوسری امتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ ان کی بابت فخر کرے گا۔

شیخ ابوالبرکات اسمٰعیل سے منقول ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ عزاز بطائحیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بغداد میں ایک عجمی جوان شریف عبدالقادر نام آئے گا جو رفعت محبت سے عالی مقام ہوگا اور دنیا ومافیہا اس کے سپرد کی جائے گی اور اس کا قدم متمکن اور ہاتھ حقائق میں روشن اور منور اور خدا کے حضور میں نشان عظیم ہوگا۔

امام ابوبکر عبداللہ بن نصیر تیمی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں شیخ مطر باورائیؒ کی زیارت کو آیا تو مجھے مرحبا کہا اور میری عزت کی اور فرمایا کہ کچھ حالات شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے سنا۔ جب میں نے کچھ حالات آنحضرت کے ان کے روبرو بیان کیے تو انہوں نے وجد سے دائیں بائیں جھومنا شروع کیا اور فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ زمین پر خدا کا ایمان ہے۔ جس سے اسرار اولیاء اور ریح وروحِ قدسیہ مہکتے ہیں اور وہ متکلم حضرت اور سیف نعمت ہیں اور اس زمانہ میں کسی ولی کو حال و مقام بغیر ان کے ہاتھ کے نہیں دیا جاتا۔ جب وہ نظر کرتے ہیں تو ہم ان کی نظر کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور جب سانس لیتے ہیں تو ہم اس سانس کی حمایت میں اور جب چلتے ہیں تو ہم انکے قدم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔

اور مشائخ کرام کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ طفسونج میں منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا انا بین الاولیاء کالکرکی بین الطیور اطولھم عنقًا یعنی میں اولیائے کرام کے درمیان ایسا بلند گردن ہوں جیسا پرندوں میں کلنگ۔ اس وقت شیخ ابوالحسن علی بن احمد بھی اس جگہ موجود تھے فوراً دلق بدن سے اتار کر کہا دعنی حتی اصارعک کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ آپ سے کشتی لڑوں۔ شیخ عبدالرحمٰن چپ ہوگئے اور اپنے دوستوں سے بیان کیا کہ میں اس شخص کے بدن پر کوئی بال حال سے خالی نہیں دیکھتا اور شیخ ابوالحسن علی کو کہا کہ دلق پہن لو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے جس چیز سے قطع تعلق کیا ہے پھر اس کی طرف بازگشت نہیں کی۔ (فرد)

؎ از سر صدق زہر چیز کہ بیروں شدہ ایمز
بدم پیر طریقت کہ بداں در نشویم

شیخ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ آپ کا پیر کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ (فرد)

گفت شیخم شیخ عبدالقادر است
کز جلالت اولیاء را رہبر است

تب شیخ عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ کے شیخ کا نام میں زمین پر تو سنتا ہوں لیکن چالیس برس سے میں درکاتِ قدرت میں ہوتا ہوں' وہاں پر کبھی نہیں دیکھا اتنا کہہ کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہو کہ عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ میں چالیس سال سے درکاتِ قدرت میں ہوتا ہوں۔ لیکن آپ کو وہاں نہیں دیکھا اور اسی وقت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ عبدالرحمٰن کی طرف جاؤ اور اپنے بعض اصحاب کو جو ہماری طرف بھیجا ہے رستے میں مل کر انکو شیخ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ عبدالقادر کہتا ہے کہ تو درکات میں تھا اور جو درکات میں ہوتا ہے تو وہ درگاہ کو نہیں دیکھتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے۔ وہ مخدع والے کو نہیں دیکھتا یعنی میرا خزانہ پوشیدہ ہے اور میں تیرے سر پر سے آتا جاتا تھا۔ اس طرح کہ تو نے مجھے نہ دیکھا (فرد)

درمیانِ من و معشوق رہِ پنہانی است
کہ دراں رہگذرم زحمتِ دربانی است

اگر تو اس بات کی تصدیق کرنی چاہتا ہے تو وہ سبز خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی۔ وہ میرے ہی ہاتھ سے آئی تھی اور فلانی رات کو جو فتوحات ہوئی وہ میرے ہاتھ ہی بھیجی گئی تھی اور دوسری بات جو اس کی تصدیق کرتی ہے وہ یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار اولیاء کو خلعت ولایت دی گئی اور وہ سبز پیراہن کہ جس میں سورۂ اخلاص منقش کی گئی تھی۔ تیرے لیے میرے ہاتھ بھیجی گئی۔ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے خادم شیخ عبدالرحمٰن کے اصحاب کو راستے میں ملے۔ تو ان کو واپس شیخ عبدالرحمٰن کی خدمت میں لے گئے اور جو پیغام شیخ عبدالقادر نے دیا تھا بیان کیا تو شیخ عبدالرحمٰن نے کہا صدق الشیخ عبدالقادر سلطان

الوقت وصاحب التصرف یعنی شیخ عبدالقادر سلطان الوقت اور صاحبِ تصرف نے سچ فرمایا:

ابوالحسن یوسفی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ مجھ پر وارِدِ عظیم وارد ہوئی کہ جسکے بہت سے امور میرے لیے مشکل تھے اپنے شیخ علی بن ہیتی کے پاس گیا۔ تاکہ اپنی مشکلات ان سے بیان کروں اور ان کا حل پوچھوں اس سے پیشتر کہ میں کچھ کہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری مشکلات کو باتوں سے حل نہیں کر سکتے۔ بلکہ قدرتِ افعال سے حل ہوں گی اور یہ بات اس زمانے میں شیخ عبدالقادرؒ کے حیطۂ قدرت میں ہے۔ ان کی خدمت میں جانا چاہیے۔ پس وہاں سے بغداد میں شیخ عبدالقادر کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آنحضرت مدرسہ کی محراب میں جلوس فرما ہیں۔ میں آگے گیا تو میری طرف دیکھ کر ایک رنگین دھاگا جس میں بہت سی گرہیں تھیں مصلّٰی کے نیچے سے نکال دیا اور اس کا ایک سرا اپنے ہاتھ میں رکھا اور دوسرا سرا میرے ہاتھ میں دیا اور ہر گرہ کے بدلے جو اس دھاگے سے کھولتے تھے۔ میرے حال کی ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ (فرد)

بکشا گرہِ زلف کہ کارِ دل و جاں را
وابستہ بیک تار سرِ زلفِ تو دیدم

جب سب گرہیں کھول چکے تو اس وارد کی تمام مشکلات حل ہو گئیں اور اس کے پوشیدہ امور مجھ پر ظاہر ہو گئے اور پھر فرمایا خذھا بقوۃ وأمر قومک یاخذوا باحسنھا یعنی ان کو قوت سے پکڑ اور اپنی قوم کو کہو کہ ان کو اچھی طرح سے پکڑیں اور پھر میں شیخ علی بن ہیتی کی خدمت میں آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ عارفوں کے اماموں کا بادشاہ اور متصرفین کی زمام کا مالک ہے۔ اے ابوالحسن! یہ پھول جو تیرے حال کے بخت کے درخت پر کھلے ہیں اور یہ انوار کے پھل جو تیرے حال کا پودا ہے اور یہ

مشاہدات جوتو نے دیکھے یہ صرف شیخ عبدالقادر کی نگاہ لطف کے اثر سے ہے جو آنحضرت نے تیرے حال پر کی نہیں تو اس حال کا عشرِ عشیر بھی سو سال کے مجاہدے سے حاصل نہیں ہوسکتا اگر شیخ عبدالقادر **خذھا بقوۃ وامر قومک یاخذوا باحسنہا** نہ فرماتے تو بیشک تیری عقل گم ہو جاتی اور قیامت کے دن تیرا حشر بھی سرگشتگانِ عشق سے ہوتا لیکن اب امید ہے کہ تو مقتدائے قوم ہوگا۔

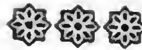
شیخ ابوالبرکات کے خادم شیخ ابوالعشائر سے منقول ہے کہ میں نے شیخ ابوالبرکات سے سنا وہ فرماتے تھے کہ آنحضرت کے اذن کے بغیر کوئی ولی ظاہر و باطن میں تصرف نہیں کرسکتا اور وہ ایک ایسے شخص ہیں کہ ان کو موت کے بعد بھی اکوان میں ایسا تصرف دیا گیا ہے۔ جیسا کہ موت سے پہلے تھا۔

شیخ ابوطالب عبدالرحمٰن ہاشمی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے شیخ جمال العارفین ابومحمد بن بصری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آیا خواجہ خضر زندہ ہیں یا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ خضر کی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے کہا کوئی عجیب بات بیان کرو جو آپ کو اولیائے حق کی نسبت معلوم ہو۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ بحرِ محیط کے کنارے جارہا تھا کہ وہاں کوئی فرد بشر نہ تھا۔ اتفاقیہ میں نے ایک شخص کو گدڑی پہنے ہوئے سویا دیکھا۔ میرے دل میں خیال ہوا کہ شاید کوئی ولی اللہ ہو۔ میں نے اسکو پاؤں کے سر سے ہلایا۔ اس نے سر اٹھایا اور کہا کیا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اٹھ اور بندگی کر۔ اس نے کہا جا اپنی راہ لے۔ میں نے کہا کہ اگر تو نہیں اٹھے گا تو میں خلقت کو کہوں گا کہ یہ ولی اللہ ہے اور اس نے کہا تو بھی نہیں جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ خواجہ خضر ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے تو کس طرح جانتا ہے۔ اس نے کہا ہاں تو ٹھیک ابوالعباس خضر ہے۔ یہ بتا کہ میں کون ہوں۔ میں فوراً خدا تعالیٰ کی طرف مناجات میں متوجہ ہوا اور عرض کی کہ اے باری تعالیٰ! میں اولیاؤں کا نقیب ہوں آواز آئی کہ اے ابوالعباس! تو ان ولیوں کا

نقیب ہے جو مجھے دوست رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ان آدمیوں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں۔ پھر اس مرد نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے ابوالعباس! تو نے میری بابت سن لیا۔ میں نے کہا ہاں۔ میرے لیے دعا کر۔ اس نے کہا اے ابوالعباس میں تجھ سے چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ نہیں آپ کی دعا ضروری ہے تو اس نے کہا **وفوک اللّٰہ نصیبک منہ** یعنی خداوند تعالیٰ تیرے نصیبہ کو اس سے زیادہ کرے۔ میں نے کہا اور زیادہ کرو۔ فوراً میری نظر سے غائب ہو گیا۔ حالانکہ کسی ولی کی مجال نہیں کہ میری نظر سے غائب ہو جائے۔ اس جگہ سے چل کر میں ایک بلند ٹیلے پر گیا تو وہاں پر ایک نور دیکھا۔ جس سے میری آنکھیں چندھیائی تھیں اور میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں یہ نور کہاں سے آتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت گدڑی اوڑھے سو رہی ہے اور اس کی گدڑی بھی ویسی ہی تھی جیسی اس مرد کی۔ میں نے چاہا کہ عورت کے پاؤں کو ہلاؤں۔ آواز آئی کہ اے ابوالعباس باادب ہو یہ ان شخصوں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں پس میں ایک ساعت وہیں ٹھہرا اتنے میں وہ عورت بیدار ہوئی اور کہا **الحمدُللّٰہ الذی احیانی بعد مَمَاتِیْ والیہ البعث والنشور. وَالحمدِلِلّٰہِ الَّذِی انسنی بِہٖ واوحشنی عَنْ خلقہٖ** یعنی شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھ کو مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھنا ہوگا اور شکر ہے اس باری تعالیٰ کا جس نے مجھے اپنی محبت دی اور اپنی خلقت سے ناآشنا بنایا۔ اس کے بعد میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے ابوالعباس! اگر تو روکنے سے پہلے باادب رہتا تو بہتر ہوتا۔ میں نے کہا تجھے خدا کی قسم ہے کیا تو اس مرد کی زوجہ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ اس جنگل میں ایک عورت نے ابدال سے انتقال کیا تو اس کی تکفین اور غسل کیلیے خداوند کریم مجھے یہاں لایا۔ جب میں اس سے فارغ ہوئی تو اسکو آسمان کی طرف لے گئے۔ میں نے کہا میرے لیے دعا کر۔ اس نے کہا اے ابوالعباس! تو دعا کر۔ میں نے کہا تو ہی دعا کر۔ اس نے دعا کی

وفَرّکَ اللّٰہُ نصِیبَک منہ میں نے کہا زیادہ کر۔ اس نے کہا کہ اگر میں تجھ سے غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ کرنا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئی۔

شیخ جمال العارفین ابومحمد فرماتے ہیں کہ میں نے خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایسے شخصوں کا سردار بھی ہوتا ہوگا۔ جسکی طرف وہ رجوع کرتے ہوں گے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو میں نے پوچھا کہ اس زمانے میں ایسا سردار کون ہے۔ اس نے کہا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کے حالات سے کچھ بیان کر۔ اس نے کہا وہ یکتائے احباب اور قطب اولیاء اپنے زمانے کا ہے اور خداوند تعالیٰ نے کسی ولی کو ایسا مرتبہ نہیں دیا۔ جیسا ان کو عطا فرمایا ہے اور ہر ایک ولی کی نسبت ان سے زیادہ محبت کی اور یہ تھوڑا سا اس میں سے ہے جو خضر علیہ السلام نے آنحضرت کے فضائل کے بارے میں بیان کیا ہے۔



سولہواں باب

آپ کی سلطنت کا جِنّوں اور انسانوں اور ابدالوں اور تمام مخلوقات یہاں تک کہ صرع اور حمیٰ پر ہونے کا بیان

ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن میری سولہ سالہ لڑکی فاطمہ نام بالا خانہ پرگئی اور وہاں سے غائب ہوگئی۔ میں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ آج کی رات کرخ کے کھنڈرات میں جو کہ بغداد کا ایک محلہ ہے' جا کر زمین پر ایک دائرہ کھینچ اور کھینچتے وقت بسم اللہ علیٰ نیت عبدالقادر پڑھنا اور آپ اس دائرے میں بیٹھ جانا۔ جب رات کی تاریکی پھیل جائے گی تو جن' جوق در جوق مختلف صورتوں میں تیرے پاس سے گذریں گے۔ لیکن ان سے خوف نہ کھانا اور سحر کے وقت ان کا بادشاہ معہ اپنے لشکر کے تیرے پاس آئیگا اور دائرے سے باہر کھڑا ہو کر پوچھے گا کہ تیرا کیا کام ہے تو کہنا کہ شیخ عبدالقادر نے تیرے پاس بھیجا ہے اور اپنی لڑکی والا قصہ بیان کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اسی طرح کیا تو جن مختلف خوفناک صورتوں میں گروہ در گروہ میرے پاس سے گذرے۔ یہاں تک ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کے ساتھ ظاہر ہوا اور دائرے کے مقابل آ کر کھڑا ہوگیا اور مجھ سے پوچھا کہ تجھے کس بات کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے۔ فوراً گھوڑے سے اترا اور زمین کو بوسہ دے کر دائرے سے باہر بیٹھ گیا اور پوچھا کس لیے بھیجا ہے۔ میں نے لڑکی کے گم ہو جانے کی بابت کہا۔ اس نے جنّوں کو حکم دیا کہ لڑکی کے گم کرنے والے کو حاضر کرو۔ فوراً وہ بمعہ لڑکی حاضر کیا گیا۔ اس نے کہا کہ یہ چین کے جنّوں

سے ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو اس لڑکی کو قطب کی رکاب سے کیوں لے گیا۔ اس نے عرض کی کہ یہ لڑکی مجھے بہت پسند آئی تھی اور میرے دل میں گھر کرگئی تھی۔ اس نے حکم دیا کہ اس امارد کو قتل کردو اور لڑکی مجھے دے دی اور میں نے کہا کہ میں نے تجھ جیسا فرمانبردار شیخ عبدالقادر کا اور کوئی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کہ ہم ان کے مطیع کیوں نہ ہوں جبکہ وہ گھر ہی سے تمام جہان میں نظر کرلیتا ہے تو اسکی ہیبت سے بھاگ جاتے ہیں اور جب خداوند تعالیٰ کسی کو قطب مقرر کرتا ہے تو تمام جنوں اور انسانوں پر اس کو قادر کرتا ہے۔

اور راوی مذکور بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ ایک اصفہانی شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میری زوجہ کو مرگی کی بیماری ہے اور تمام افسون گر اور منتر والے اس کام میں عاجز ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سراندیپ کا ایک دیو جانس نام ہے اگر پھر تیری عورت کو اس مرض کا دورہ ہو تو اس کے کان میں کہنا کہ اے جانس تجھے شیخ عبدالقادر جو بغداد میں مقیم ہیں' فرماتے ہیں کہ پھر نہ آنا اور اگر آئے گا تو ہلاک ہو جائے گا پس وہ آدمی گیا اور اسی طرح کیا جس طرح کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ دس سال کے بعد میں اس شخص سے ملا اور اس کی زوجہ کی حالت پوچھی۔ اس نے کہا' اس کے بعد اسے اب تک پھر یہ بیماری نہیں ہوئی اور بڑے بڑے افسونگروں کا بیان ہے کہ آنحضرت کی زندگی میں چالیس سال تک کوئی شخص ان کے احباب و اصحاب سے اس مرض میں مبتلا نہیں ہوا۔ ان کی وفات کے بعد بغداد میں پھر اس مرض کا دورہ ہوا۔

ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ابوالمعانی احمد بن ظفر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ پندرہ سال کا عرصہ گذر گیا ہے کہ میرے لڑکے کا بخار نہیں جاتا اور اس کے اعضا ٹیڑھے ہوگئے ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس کے دونوں کانوں میں کہو کہ اے ام ملام شیخ

عبدالقادر تجھے فرماتے ہیں کہ میرے لڑکے کو چھوڑ کر حلہ کی طرف چلی جا اور ابوالمعانی نے کہا کہ میں گیا اور ویسا ہی کیا۔ جیسا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد بخار نہ آیا اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ بہت سے اہل حلہ تپ میں مبتلا ہیں۔

اور راوی مذکور یہ بھی کہتا ہے کہ ایک دفعہ شیخ ابوالحسن علی بن احمد بیمار ہو گئے اور آنحضرت اس کی بیمار پرسی کو ان کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس کے گھر میں ایک راعبی ہے جو کہ کبوتر اور قمری کی قسم کا ایک جانور ہے۔ اس کی نسبت شیخ ابوالحسن نے عرض کی کہ اے میرے سردار چھ مہینے سے اس راعبی نے کوئی انڈا نہیں دیا اور اس قمری کو نو مہینے کا عرصہ ہو گیا ہے کہ بولتی ہی نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے راعبی کو فرمایا متع مالکک یعنی جو کچھ تم میں ہے اس کا نفع مالک کو پہنچا اور قمری کو فرمایا استج مافیک لخالقک اسی وقت قمری بولنے لگی اور راعبی انڈے دینے لگی۔

شیخ ابوالحسن علی بن قاسم سے منقول ہے کہ شیخ ابوبکر حمامی احوال شیعہ رکھتے تھے اور آنحضرت ان کو فرمایا کرتے تھے کہ شریعتِ مطہرہ میرے پاس تیری بابت شکایت کرتی ہے اور آنجناب ان کو بعض باتوں سے روکتے لیکن وہ باز نہ آتے۔ ایک دفعہ آنحضرت نے دستِ مبارک ان کے سینہ پر پھیرا اور تمام حال و مقام چھین لیا اور برے حال ہو کر بغداد سے قرن میں چلے گئے اور جب بغداد کا قصد کرتے تو منہ کے بل گرتے اور اگر کوئی شخص ان کو اٹھا کر بغداد میں لانا چاہتا تو دونوں منہ کے بل گر جاتے۔ ایک دفعہ ابوبکر کی والدہ روتی ہوئی آنحضرت کی خدمت میں آئی اور اپنے حال کی عاجزی کو ظاہر کیا کہ مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں ہے اور میرا جگر آتش سے کباب ہو رہا ہے۔

ع چہ کنم آہ چہ سازم جگرم مے سوزد

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسے اذن دے دیا ہے کہ وہ زمین کے نیچے نیچے قرن سے بغداد میں آئے اور تیرے گھر میں جو کنواں ہے اس سے سر نکالے اور تجھ سے ہم کلام ہو اور شیخ مظفر شیخ ابوبکر کا دوست تھا۔ اس نے خداوند تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو حکم ہوا کہ اے مظفر! تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ شیخ ابوبکر کے حال کی درستی

واللہ کہ یار ایں چنیں مے باید

حکم ہوا کہ اگر تجھے یہ خواہش ہے تو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر کہو کہ جب میں نے خلقت پر بلا نازل کرنی چاہی تھی اور تم نے شفاعت کی تو میں نے قبول کی اور یہ درخواست بھی منظور کی گئی کہ جس شخص نے مومنوں کو دیکھا ہو میں اس پر رحمت کروں۔ اب میں ابوبکر سے خوش ہوں۔ تم بھی راضی ہو جاؤ۔ اس کے بعد سلطان الانبیاء علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اے مظفر! قل لنابنی فی الارض ووارثی عبدالقادر یعنی زمین پر میرے وارث اور نائب عبدالقادر کو کہو کہ آپ کے جد امجد فرماتے ہیں کہ تم ابوبکر کی حالت کو درست کر دو۔ کیونکہ تم نے محض میری شریعت کی خاطر ناراض ہو کر اس کا حال خراب کیا تھا۔ اب میں نے اس کو بخش دیا۔ آپ بھی نظر عنایت سے اسے منظور فرما دیں۔

چوں اہلِ کرم بر سرِ الطاف آمد
ہم جرم و گنہ بخشد وہم بخشاید

شیخ مظفر جب اس واقعہ سے فارغ ہوا تو ابوبکر کی ملاقات کا ارادہ کیا تا کہ اس کو ظفر اور فتح کی خوشخبری سنا دے۔ اتفاق سے دونوں کی ملاقات رستے میں ہوگئی اور اس وقت ابوبکر کو اس واقعہ کا کشف ہوگیا تھا۔ دونوں آنحضرت کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا اے مظفر! بلغ رسالتک جو کچھ اس نے

واقعہ میں دیکھا تھا۔ عرض کیا اور کچھ بھول گیا تھا۔ اس کو آپ نے یاد دلا دیا۔ ابوبکر آنجناب کی خدمت میں تائب ہوا اور آپ نے اس کو بغل میں لے لیا اور اپنے سینے سے لگالیا فوراً جو کچھ کہ کھو دیا تھا پالیا۔ (مثنوی)

اے تو بقا در صفتے در کمال روح ستانندہ و سلّابِ حال
بخشش تو نعمتِ و گنجِ گراں رنجشِ تو علت و رنجِ رواں
در مکش از کردۂ بد روزِ ما شب مکن از ہیبتِ خود روزِ ما

ابوبکر سے پوچھا گیا کہ تو ماں کے پاس کس طرح آیا کرتا تھا۔ اس نے کہا مجھے اٹھا کر زمین کے نیچے نیچے لے آتے تھے اور جب میں ماں سے ملاقات کر لیتا تھا تو پھر واپس مجھے اسی جگہ لے جاتے تھے۔

شیخ ابوالحسن اور مشائخ کرام کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ شیخ عباد نے ایک مرتبہ دعوٰی کیا تھا کہ آنحضرت کی وفات کے بعد ان کے حال کا وارث میں بنوں گا تو آنحضرت نے ایک دفعہ اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے عباد! جس کی تو رغبت رکھتا ہے اور آرزو کرتا ہے اس کو میں نے تجھ سے دور کر دیا ہے اور لشکرِ ہجر کو حکم کیا ہے کہ تیرا خون کر دے اور دونوں ہاتھ مار کر اسکے حال کو سلب کرلیا اور اس کو مقامِ حضوری سے مہجور کر دیا۔ (فرد)

بادشاہی و جہاں را قادری
غیرِ تو کس را نہ زیبد قادری

مدت تک اسی کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ شیخ حمید بدوی کو ایک رات وجد ہوا اور اس حال میں مغلوب ہوگیا اور بشریت کے پوست سے سانپ کی طرح نکلا اور عالمِ ملکوت کا کشف اس پر ہوا اور اسی کشف میں مشائخ کرام کی ایک جماعت میں پہنچا کہ اس جماعت پر ایک نسیم چلی۔ جس سے ہر ایک مست ہوگیا۔ (فرد)

بادے کہ ز کوئے دلبر آید برکہ وزد ز دل برآید

اور کہا گیا کہ یہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مقام کی خوشبو ہے۔ اس کے بعد اپنے باطن میں سنا کہ کوئی کہتا ہے۔ یارب میں چاہتا ہوں کہ عباد کی حالت کو درست کر دے۔ آواز آئی کہ اس کے حال کو وہی شخص درست کر سکتا ہے جس نے اسکو سلب کیا ہے۔ جب شیخ حمید بشریت میں آئے تو آنخضرت کی خدمت میں گئے۔ اور عباد کیلیے درخواست کی تب آنخضرت نے فرمایا کہ تیری امید کو ہم نے قبول کیا۔ جا اس کو میرے پاس لے آ۔ اٹھے اور اس کو آنجناب کی خدمت میں حاضر کیا تو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عباد! اس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ جا کر حج کر۔ اس نے کہا بسر و چشم۔ وہاں سے اٹھ کر باہر نکلا تو اتفاق سے رستے میں اس کو وجد ہو گیا۔ اور اپنے وجود سے غائب ہو گیا اور اس کے ہر ایک بال سے خون جاری ہو گیا۔ اس کے بعد اپنی اصلی حالت پر آیا۔ اس وقت آنخضرت نے شیخ حمید کو فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے عباد کے حال کو درست کر دیا ہے اور جا اس وقت فلانی جگہ ہے۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس حالت کو درست نہیں کروں گا۔ جب تک کہ اس کو خون میں نہ ڈالوں۔ آج وہ خون میں پڑا ہے۔

(قطعہ)

دشمناں را بخوں کفن سازیم دوستاں را قبائے فتح دہیم
رنگِ تزویر پیش مانبود شیرِ سُرخیم وافعی سیہ ایم

راوی مذکور کہتا ہے کہ آنخضرت نے اس واقعہ کے بعد فرمایا کہ دو آدمیوں نے مجھ سے منازعت کی۔ میں نے فوراً خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں ان کا خون کر دیا۔ (فرد)

ہر کس کہ نہ شد مطیع حکمت خود دید سزا سیاستِ بد
در پیش احد سرِ سراں را شمشیر سیاستِ تو درزد

شیخ ابوالغنایم سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں اور شیخ علی بن ہیتی حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ جب دہلیز پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک

نوجوان بے خود ہو کر آپ کے آستانہ پر پڑا ہوا ہے۔ اس جوان نے شیخ علی کو دیکھ کر کہا اگر آپ آنخضرت کی بارگاہ میں جائیں تو اس بندہ کی شفاعت کو فراموش نہ کریں۔ جب ہم آنجناب کی خدمت میں آئے تو شیخ علی نے بات کرتے ہوئے عرض کی کہ یہ بندۂ گنہگار اپنی جرم بخشی کا خواستگار ہے۔ امید ہے کہ اس سرافگندہ کی خطا میرے لیے معاف فرمائیں گے۔ (فرد)

؎ کارِ ما چیست گنہ ورزیدن عادتِ تو گنہ آمرزیدن

آپ نے فرمایا۔ جا میں نے تیری خاطر بخش دیا۔ (فرد)

؎ غلامِ ہمتِ آں عارفانِ با کرمم
کہ یک گناہ بہ بینند وصد خطا بخشند

شیخ علی کمال مسرت سے باہر آئے اور اس جوان کو خوشخبری دی کہ میری سفارش قبول کی اور تیری خطا معاف۔ وہ جوان اس فال اقبال کے سنتے ہی ہوا میں پرواز کر گیا۔ ہم پھر آنخضرت کی خدمت میں آئے تاکہ اس واقعہ کی تعبیر ان سے پوچھیں اور اس کے بھید سے واقف ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مردانِ غیب سے تھا۔ ایک دفعہ یہ ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ جب بغداد کے سمت الراس پر آیا تو دل میں خیال کیا کہ اس شہر میں میرے ہمپایہ کوئی مرد نہیں۔ اس سبب سے میں نے اسی وقت اس کے حال کو سلب کیا اور خاک پر بٹھایا۔ (فرد)

اے کہ در کوچۂ معشوقۂ ما میگذری پُرحذر باش کہ سری شکند دیوارش

اور اگر شیخ علی اس کی شفاعت نہ کرتے تو اسی حال میں فوت ہو جاتا اور میں اس کے حال کو درست نہ کرتا۔

(قطعہ)

ایوانِ رفعتِ تو بجائیست کہ نیاز ہر سر بلند آمدہ چوں خاک پست تست
دستِ سیاستِ تو بشیراں لجام کرد درکار گاہِ عزّ و علا دستِ دستِ تست

اسی طرح پر روایت کی گئی ہے کہ جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قدمی هذه علٰی رقبة کُل ولی اللّٰهِ فرمایا ہر ایک ولی نے خواہ وہ حاضر تھا خواہ غائب گردنِ تسلیم کو خم کیا مگر ایک اصفہانی مرد نے نہ کی اور کہا ہم بھی ولی ہیں اور وہ بھی ولی ہے۔ کیا حاجت ہے کہ اس کے سامنے گردن جھکائیں۔ آنجناب نے اسی وقت اسکا حال سلب کرلیا اور قرب سے دور پھینک دیا۔ حضرت مودود و دود قادریہ مشہود فرماتے ہیں کہ جب اس اصفہانی نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا پشیمان ہوا اور بغداد میں آکر شیخ علی ہیتی اور مشائخ کرام کی ایک جماعت کو کہا کہ میں اپنے کہنے سے پشیمان ہوں۔ میرے لیے آنحضرت کے حضور میں سفارش کریں۔ انہوں نے کہا ہمیں آنجناب کی عظمت دہیبت کے باعث بات کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ لیکن تو کبھی اس جگہ آئے اور موقع پائیں تو ضرور ہم دریغ نہ کریں گے۔ القصہ وہ آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ وہ مرد اصفہانی ہے۔ اب اپنے کہے سے پشیمان ہے اور توبہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ اس کی توبہ قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب کچھ حاجت نہیں۔

(قطعہ)

اللہ اللہ چہ عظیم و چہ رفیع القدر است
غوثِ اعظم کہ جہاں بندۂ فرمانِ وے است
ہر کہ در پیش تو اے شاہِ جہاں بندہ نہ شد
خسر الدنیا والاخرۃ در شانِ وے است

شیخ ابومحمد مفرح سے منقول ہے کہ جب دولت قادریہ کا جھنڈا سر بفلک ہوا اور سلطنتِ قادریہ کے نقارے کا شور نزدیک اور دور کے اعلیٰ و ادنیٰ کے کانوں میں پہنچا تو بغداد کے بڑے بڑے فقیہوں میں سے سو آدمی مل کر آنحضرت کی خدمت میں

اس لیے حاضر ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک مشکل مسائل آنجناب سے پوچھے۔ جن سے آنجناب لاجواب ہو جائیں۔ جب مجلس میں آئے تو آنحضرت نے مراقبہ کیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے سینہ مبارک سے ایک بجلی سی ان فقیہوں کے سینوں میں کوند گئی اور کوئی بھی اس بات سے مطلع نہ ہوا۔ لیکن مجھے معلوم ہوگیا۔ اسی وقت وہ سب مبہوت اور بیہوش ہوگئے اور شور کرنے لگے اور کپڑے پھاڑ کر ننگے سر منبر پر آئے اور سر آنجناب کے قدموں پر رکھ دیے اور ایک شور برپا ہوگیا۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید سارے بغداد میں تہلکہ مچ گیا ہے۔ اس کے بعد ہر ایک کو بغل میں لے کر اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تیرا سوال یہ ہے اور جب مجلس ختم ہوئی۔ تو میں ان سے ملا اور اس حال سے میں نے توبہ کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم آنحضرت کی خدمت میں پہنچے تو جو کچھ علومِ غرائب سے ہمیں معلوم تھا سب بھول گئے گویا کہ ہمارے دل سے محو ہوگیا ہے اور جب ہم کو بغل میں لیا تو ہم نے گم کیا ہوا بغل میں پایا اور ہمارے مسائل کے وہ جواب فرمائے۔ جن کو ہم نے کبھی نہ سنا تھا۔ (فرد)

کرد دراں شرح معانی بسے گفت جوابے کہ چہ گوید کسے

شیخ ابوالمظفر بن منصور واسطی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت کی مجلس میں آیا۔ میری بغل میں کتاب تھی۔ جس میں فلسفہ اور روحانیات کا ذکر تھا۔ اس سے پیشتر کہ کتاب دیکھیں یا پوچھیں۔ فرمایا اے منصور! یہ کتاب تیرا بڑا رفیق ہے اٹھ اور اسے دھوڈال۔ (فرد)

بشو اوراق گر ہمدرسِ مائی کہ علم و عشق در دفتر نباشد

اور میں نے دیکھا کہ میرا جی اس کے دھونے کی طرف ہرگز راغب نہیں۔ اس واسطے کہ مجھے اس کتاب سے بہت الفت تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ کتاب کو گھر میں رکھ چھوڑوں گا اور پھر کبھی آنحضرت کی خدمت میں نہ لاؤں گا۔ میری طرف نگاہ کی تو مجھ سے اٹھا نہ گیا۔ فرمایا کہ یہ کتاب مجھے دے۔ میں نے کتاب کو کھولا تو

دیکھا کہ کاغذ سفید ہے اور اس میں ایک حرف بھی نہیں لکھا ہوا۔ میں نے آنحضرت کے ہاتھ دی اور انہوں نے ورق الٹے تو فرمایا کہ یہ قرآن شریف کے فضائل ہیں۔ جب مجھ کو واپس دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ فضائلِ قرآن نہایت خوش خط لکھے ہوئے ہیں۔ اسکے بعد فرمایا کہ کیا تو اس بات سے توبہ کرتا ہے جو دل میں نہ ہو اور تو زبان سے کہے۔ میں نے کہا ہاں میرے سردار جو مسائل اس کتاب کے مجھے یاد تھے سب بھول گئے اور باطن سے منسوخ ہو گئے۔ گویا کہ اب تک کبھی دل میں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ (قطعہ)

کیست کو قادر بود بر ہرچہ ہست محُوشہِ کونین سُلطان محی الدینؓ
مے رباید علم و حال از سینہا اے خردمنداں چہ قدرت ہاست ایں

ابوعمر اور عثمان صریفنی سے منقول ہے کہ شیخ بقا اور شیخ علی بن ہیتی اور شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہم آنحضرت کے دروازے پر جھاڑو دیا کرتے تھے اور پانی چھڑکا کرتے تھے۔ (قطعہ)

آں کیست کہ خلقے ہمہ دیوانۂ اویند مرغانِ اولی اجنحہ پروانۂ اویند
حوران و ملک باپرو گیسوئے خود از شوق جاروب کشاں بردرِ کاشانۂ اویند

اور آنجناب کے اذن کے بغیر نہیں بیٹھتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ ہم کو امان ہو تو آنحضرت فرماتے لکم الامان تو اس کے بعد بیٹھ جاتے اور ان میں سے فردیت کے میدان کے شہسوار کی سواری کے وقت جو حاضر ہوتے۔ وہ زین پوش اٹھا کر آگے آگے چلتے اور آنحضرت ان کو منع فرماتے تو وہ عرض کرتے۔ بمثل ھذا یتقرب الی اللّٰہ یعنی ایسی باتوں سے قُربِ خدا حاصل ہوتا ہے۔ راوی مذکور کہتا ہے کہ میں نے آپ کے ہمعصر شیخوں سے بہت کو دیکھا کہ جب وہ رباط یا مدرسہ کے دروازے پر آتے تو دہلیز کو چومتے۔ (فرد)

آں قبلۂ صفا کہ تو اش ماہ منظری سرہا برآستانۂ او خاکِ در شوند

عمر بزاز سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز آنحضرت کے ہمراہ جامع مسجد کو جا رہا تھا کہ کسی نے بھی آنجناب کی طرف توجہ نہ کی اور نہ سلام کیا۔ میں نے دل میں خیال نہ کیا کہ ہر جمعہ کو بہ سبب اژدحام خلقت ہم مشکل سے پہنچتے تھے۔ ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ آنحضرت نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور لوگ سلام کرتے ہوئے آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور میرے اور آنجناب کے درمیان حائل ہوگئے۔ میں نے کہا اس سے تو پہلی حالت ہی بہتر تھی۔ آنحضرت نے میری طرف توجہ کی اور کہا کہ اس حالت کی تم نے ہی خواہش کی تھی تو نہیں جانتا کہ خلقت کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان کو اپنی طرف سے پھیر دوں یا اپنی طرف پھیروں۔

شیخ بقا رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک بوڑھا آدمی معہ ایک جوان کے آنحضرت کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی کہ یا حضرت! اس کیلیے دعا کریں۔ یہ میرا لڑکا ہے لیکن دراصل وہ اس کا لڑکا نہ تھا۔ بل کان علی سریرۃ غیر صالحۃ پس شیخ صاحب سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا معاملہ میرے ساتھ اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ یہ کہہ کر اندر چلے گئے۔ اسی وقت آنحضرت کے غضب سے بغداد کے اطراف میں آگ بھڑک اٹھی اگر ایک محلہ سے بجھتی تو دوسرے میں جا بھڑکتی۔ شیخ بقا فرماتے ہیں کہ میں نے آسمان سے بادلوں کی طرح بلائیں نازل ہوتی ہوئی دیکھیں جو بہ سبب آنحضرت کے تھیں۔ (فرد)

؎ مساز چشمِ سیہ سُرخ ترکِ من زغضب
کہ آتشِ زدۂ در مرداں چہ قہر است ایں

میں اسی وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو ابھی غضبناک ہیں۔ میں جا کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ اے میرے سردار! خلق خدا پر رحم کر کہ مرگئی ہے۔ (فرد)

ے ازیں شدت برآمد جانِ عالم ترحم یا حبیب اللہ ترحم

یہاں تک کہ آنحضرت کا غصہ فرو ہوا تو اسی وقت مصیبت دفع ہوگئی اور آگ بھی بجھ گئی۔ ہاں اے درویش اگر کوئی بے ادبی یا شامتِ اعمال سے حضرت قادریہ کا مغضوب ہو جائے تو چاہیے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان عراق کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور قصیدہ مفرح الاتراح پڑھے اور اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو لکھا ہوا ہاتھ میں لے کر کھڑا رہے۔ امید ہے کہ اسی وقت رحمت الٰہی کے آثار نمایاں ہوں اور بلا سے نجات پائے اور قصیدہ مفرح الاتراح یہ ہے۔

از رہ فقر و فنا گوئی شہِ بحر و برم ۔۔۔ تابجان و دل گدائے شیخ عبدالقادرم
ہست دایم در طواف کعبۂ کوئش دلم ۔۔۔ دررہِ صدق و صفا اینست حج اکبرم
چشمِ من تا از ہوائے خلد کوئش کوثر است ۔۔۔ آبِ حسرت میخورد رضواں ز حوضِ کوثرم
ے نہم گریاں رخ خود بر ورت ہر صبح و شام ۔۔۔ رحمتے بر روئے گرد آلودۂ چشمِ ترم
چند روزے شد کہ محرومم از آں زو مردہ ام ۔۔۔ جلوۂ جاں پرورم فرما کہ تاجاں پرورم
اے صبا از من باآں سلطانِ گیلانی بگو ۔۔۔ سوختم اکنوں بیا برباد دہ خاکسترم
مردم از غم الغیاث اے غوث الاعظم الغیاث ۔۔۔ وقت آں آمد کہ بنمائی جمالِ انورم
گر نمے بینی کنوں سویم زعینِ مرحمت ۔۔۔ جاے آں دارو کہ وردنیانہ بینی دیگرم
بے جمالِ جانفزایت زندگانی مشکل است ۔۔۔ رحمتے ورنہ تن و ایں جامہ باہم میدرم
غزۂ لطفِ تو بودم کس نیا وردم بچشم ۔۔۔ زاں بچشمِ غیرت آوردند محنت برسرم
ہرچہ برمن کردہ اند آخر ز غیرت کردہ اند ۔۔۔ وانے برمن گر کرم ہایت نگردد یاورم
نیست یاغوثا بمن جرم و گناہ از ہیچ رو ۔۔۔ رو مکش از من کہ بس بیدل خراب و ابترم
کر دے پرواز برگلزار رویت چوں ہزار ۔۔۔ چوں پرم سنگِ جفا بشکست اکنوں چوں پرم
شد ز تابِ آتشِ غم تن مرا انگشت ساں ۔۔۔ ہست گوئی خرقۂ ماتم ز حسرت دربرم
در تب و تابم شب و روز از عنایت رحمتے ۔۔۔ میخورد خونم غم و من ہم بغم خوں میخورم

ماندہ در کُنجِ غم از بے التفاتیہائے تو ہمچو صدیقہ بہ محنت روز گارے میبرم

دارم اُمید آنکہ از بُرجِ سعادت باصفا گر بود طالع شود طالع ہمایوں اخترم

یکدم اے خضرِ مُبارک پی قدم از راہِ لطف نہ بروے من چہ شد آخر ہماں خاکِ درم

میکنم ختمِ سخن تاچند گویم سوزِ دل کزنوشتن باقلم در نالہ آمد دفترم

گر گناہے رفتہ باشد توبہ ہا کردم زسر عذرِ من بہ پذیرونیہ از لطف افسر برسرم

چیست در پیشِ کرمہاے تو جرم غربتی
الکرم یا غوثِ اعظم بالترحم الکرم



سترہواں باب

آپ کی مجلسِ وعظ کے بیان میں

شیخ عمر کیمانی اور عمر بزاز اور آپکے صاحبزادوں شیخ عبدالرزاق اور عبدالوہاب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت نے منبر پر فرمایا کہ میں نے ۵۲۱ھ میں منگل کے روز سولہویں شوال کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا لم لاتکلم یعنی تو بات کیوں نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے جد امجد میں عجمی ہوں کس طرح فصحائے بغداد کے رو برو کلام کروں۔ فرمایا منہ کھول۔ جب میں نے کھولا تو سات مرتبہ میرے منہ میں پھونکا اور کہا جا لوگوں میں جا کر کلام کر ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت سے خدا کے رستے کی طرف بلا۔

(قطعہ)

کرشمہ کن و بازارِ سامری بشکن　　بغمزہ رونقِ احوال سامری بشکن
بادہ دہ سرد دستار عالمے یعنی　　کلاہِ گوشہ بآئینِ سروری بشکن
بروں خرام ببر گوئے خوبی از ہرکس　　سزاے جوربدہ رونقِ پری بشکن

پس میں ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھا تو خلقت جمع ہوگئی اور امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ مجلس میں میرے بالمقابل کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے میرے فرزند! کلام کیوں نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی اے میرے باپ! میری زبان بند ہوگئی ہے تو آپ نے فرمایا منہ کھول۔ جب میں نے منہ کھولا تو چھ مرتبہ میرے منہ میں پھونکا۔ میں نے عرض کی کہ سات مرتبہ کیوں نہیں پھونکا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے۔ یہ فرما کر نظر سے غائب

ہو گئے۔ اس کے بعد میں کلام کرنے لگا۔ گویا غواصِ فکر دریائے قلب میں دُرِ معارف کیلیے غواصی کرتا ہے۔ تا کہ ان کو سینے کے کنارے پر لائے۔ پھر داستان ترجمان زبان کو آواز کرتا ہے تو ان کو حُسنِ طاعت کی راہ چلنے والوں کے نفائس کے عوض ان گھروں میں خریدا جاتا ہے کہ اذن اللّٰہ انْ ترفع یعنی خداوند تعالیٰ نے اجازت دی کہ وہ بلند کیے جائیں۔

راویان مذکور کا بیان ہے کہ یہ پہلا کلام تھا جو آپ نے لوگوں کے روبرو بیان فرمایا: (غزل)

یارب آں ترکِ عجم طرفہ ملاحت دارد — چہ ملاحت چہ فصاحت چہ بلاغت دارد

در دمِ خندہ از و تازہ نمک ے بارد — شورِ عالم ہمہ زاں شد کہ لطافت دارد

پیشِ او جملہ فصیحانِ عرب اعجمی اند — کہ بے ناز کی ولطف وفصاحت دارد

ہمہ شب دیدۂ من برہم ازاں حیراں شد — کہ برخسارِ تو اے ماہ شباہست دارد

غریبؔ بندہ شد آں دلبر گیلانی را
کہ فصاحت بملاحت بسماحت دارد

ابوعبداللہ عبدالوہاب بن شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میرے والد ہفتے میں تین بار کلام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ اور یا منگل کو اپنے مدرسہ میں اور ایک دفعہ اتوار کو رباط میں۔ ان کی مجلس میں علماء وفقہاء اور مشائخ وغیرہ ہوا کرتے تھے اور آپ چالیس سال تک لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے رہے یعنی پانچ سو اکیس ہجری سے لے کر پانچ سو اکسٹھ ہجری تک اور آنحضرت کے کلام کے فوائد کو قلمبند کرنے کیلیے قریباً چار سو محرر اور عالم وغیرہ ہوا کرتے تھے اور آپ کی مجلس میں دو یا تین شخص وفات پا جاتے۔

شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں بارہا آنحضرت کی مجلس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر پیغمبروں علیہم السلام کو ظاہر دیکھا کرتا تھا اور

انکے ردح آسمان اور زمین کے درمیان ہوا کی طرح جولاں رہتے تھے اور فرشتوں کو دیکھا کرتا تھا کہ جوق در جوق مجلس میں آتے اور مردانِ غیب اور جن بھی مجلس میں ہوا کرتے اور اکثر دفعہ خواجہ خضر کو دیکھا کہ مجلس میں آ کر انہوں نے یہ فرمایا کہ جو شخص اپنی بہبودی اور نجات چاہتا ہے اس کو درگاہ کی ملازمت کرنی چاہیے۔

شیخ ابوزکریا ابی نصر بغدادی مشہور بصحرائی سے منقول ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ جنوں کو افسوں کے ذریعہ بلایا' وہ اپنی قدیمی عادت کے برخلاف دیر کر کے آئے اور کہا کہ اس وقت ہم کو نہ بلانا جبکہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ وعظ میں مشغول ہوں۔ میں نے کہا کیوں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے ہر ایک ان کی مجلسِ وعظ میں جاتا ہے اور ہمارا انبوہ بہ نسبت آدمیوں کے زیادہ ہوتا ہے اور ہم میں سے بہت سے طائفوں نے ان کے روبرو توبہ کی ہے اور اسلام لائے ہیں۔

شیخ ابوذرعہ ظاہر سے منقول ہے کہ میں ایک دفعہ ۵۵۷ھ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ میں نے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میرا کلام ان شخصوں سے ہے جو کوہ قاف کی پرلی طرف سے حاضر ہوتے ہیں۔ ان کے قدم ہوا میں ہیں اور ان کے دل حضرت قدس میں۔ ان کے کلاہِ طاقیہ خداوند تعالیٰ کی محبت کی شدت سے عنقریب ہے کہ جل جائیں اور آنحضرت کے صاحبزادے عبدالرزاق منبر کے پائے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کچھ دیر آسمان کی طرف ہوا میں دیکھا تو بیہوش ہوگئے اور سر کا طاقیہ اور پیراہن کی زہ جل اٹھی۔ آنحضرت نے منبر سے اتر کر آگ بجھائی اور فرمایا اے عبدالرزاق تو بھی اُن سے ہے۔

راوی مذکور کا بیان ہے کہ جب میں نے شیخ عبدالرزاق سے پوچھا کہ آپ کے بیہوش ہو جانے کا کیا سبب تھا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے ہوا میں دیکھا تو مجھے مردانِ غیب سر جھکائے نظر آئے۔ جو آنحضرت کے کلام کو سن رہے

تھے اور تمام خلا ان کی کثرت سے بھرا ہوا تھا اور ان کے کپڑے جل رہے تھے۔ بعض ان میں سے نعرہ مار کر ہوا میں اڑ جاتے اور بعض زمین پر گر جاتے اور بعض اسی جگہ ہوا میں آواز کرتے تھے۔ راوی مذکور کہتا ہے کہ آنحضرت کی مجلس میں بارہا نالہ وفریاد کی آوازیں سنی جاتی تھیں۔

شیخ شریف ابوعبداللہ محمد بن ابوالغنائم ازہر ابن ابوالمفاخر حسینی بغدادی سے نقل کرتے ہیں کہ میں پانچ سو پچپن ہجری میں ایک دن شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس روز قریباً دس ہزار آدمی آپ کی مجلس میں حاضر تھے اور شیخ علی بن ہیئتی آنحضرت کے سامنے بیٹھے تھے کہ اتفاقیہ ان پر اونگھ غالب آئی۔ تب آنجناب نے فرمایا چپ ہو جاؤ۔ تمام لوگ چپ ہوگئے۔ حتیٰ کہ محض سانس نکلتا تھا اور جنبش وحرکت کی کسی کو جرأت نہ تھی اور آپ منبر سے اتر کر باادب شیخ علی ہیئتی کے سامنے کھڑے ہوگئے اور اس طرف دیکھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ بیدار ہوگئے۔ تب آپ نے پوچھا کہ تم نے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ اس نے عرض کی دیکھا پھر پوچھا انہوں نے کیا وصیت کی۔ اس نے جواب دیا کہ آپکی ملازمت کا حکم دیا ہے۔ پس آنحضرت نے فرمایا من اجلہ تادّبتُ اس لفظ کے معنی لوگوں نے شیخ علی بن ہیئتی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آنحضرت نے اس کو بیداری میں مشاہدہ کیا ہے۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ اس روز سات آدمی فوت ہوئے کچھ تو مجلس میں ہی اور کچھ گھر جا کر۔

عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خواب اور بیداری میں فرماتے ہیں کہ کر یا نہ کر۔ اور ایسا کلام مجھ کو بے خود اور مغضوب کر دیتا ہے کہ اگر میں کلام نہ کروں تو میرا گلا پکڑا جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ چپ ہو جاؤں۔ اس سے پیشتر میرے کلام کو سننے والے دو یا تین آدمی ہوتے تھے پھر آہستہ آہستہ بہت ہجوم ہونے لگا۔ تو میں نے باب

حلب کے مصلے میں بیٹھنا شروع کیا اور جب اس سے بھی زیادہ ہجوم ہوا تو شہر کے باہر نماز گاہ میں منبر کو لے گئے۔ لوگ گھوڑوں' خچروں' اونٹوں اور گدھوں پر سوار ہوکر آتے اور مجلس کے گرد حلقہ باندھ لیتے۔ چنانچہ ستر ہزار آدمی مجلس میں ہوتا۔

شیخ ابوالقاسم محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں آنحضرت کے منبر کے نیچے بیٹھا کرتا تھا اور ان کے چند نقیب تھے۔ جو دو دو ہوکر منبروں کے پایوں کے پاس بیٹھتے اور اس جگہ پر سوائے ولی یا صاحب حال کے اور کوئی نہ بیٹھتا تھا۔

شیخ ابوالفلاح نقل کرتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں تمہارے واعظوں کی طرح نہیں ہوں۔ بلکہ میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے بات کہتا ہوں اور میرا کلام ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ہوا میں کھڑے ہیں۔

قاضی القضاۃ ابوصالح سے منقول ہے کہ میں نے اپنے چچا ابوعبداللہ عبدالوہاب سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے ولایت عجم میں سفر کرکے عجیب و غریب اور انواع و اقسام کے علوم وفنون حاصل کیے اور جب بغداد میں آیا تو اپنے والد بزرگوار سے ان کے حضور میں وعظ کہنے کیلیے اذن مانگا۔ آپ نے مجھے اذن دیا اور میں نے منبر پر کھڑے ہوکر مختلف علوم و نصائح کو بیان کیا اور میرے والد بزرگوار نے بھی سنا۔ لیکن میرے اس وعظ میں کوئی فرد بشر بھی آب دیدہ نہ ہوا اور نہ اس سے کسی کے دل پر اثر ہوا۔ بلکہ اہلِ مجلس نے شور برپا کیا۔ تب میرے والد بزرگوار منبر پر آئے اور فرمایا کہ کل میں روزے سے تھا اور ام یحیٰ نے چند انڈے بھون کر ایک سکورے میں طاق پر رکھے۔ ایک بلی آئی اور اس سکورے کو زمین پر گرایا اور وہ ٹوٹ گیا۔ آنحضرت نے جب یہ فرمایا تو اہل مجلس سے ہر طرف سے نعرے بلند ہوئے۔ جب منبر سے اترے تو میں نے عرض کی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا اے فرزند! تو اپنے سفر پر ناز کرتا ہے اور انگشتِ مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تو نے کبھی یہاں سے وہاں تک

بھی سفر کیا ہے۔ پھر فرمایا اے فرزندِ ارجمند! جب میں منبر پر جاتا ہوں تو خداوند تعالیٰ میرے دل پر تجلی کرتا ہے اور مجھ کو ہیبت سے بسط میں مقبوض کرتا ہے اور خلقت کو اس سے خوشی اور وجد طاری ہوتا ہے۔ جیسا کہ تم نے بھی دیکھ لیا اور راوی کہتا ہے کہ پھر ایک مرتبہ میں منبر پر آیا اور والد بزرگوار کے حضور میں علمِ اصول اور فقہ کے فنون اور پند ونصائح کو بیان کیا۔ پھر بھی میرے کلام نے کسی کے دل پر اثر نہ کیا۔ میں منبر سے اتر آیا اور میرے والد منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے سلیم دل والو! ایک ساعت صبر کرنا بہادری ہے۔ اسی وقت مجلس نے نالہ وفریاد شروع کی اور میں نے بھی۔ جب میں نے اسکا سبب پوچھا تو فرمایا کہ تو اپنی طرف سے کلام کرتا ہے اور میں غیر کی طرف سے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

ابوحفص عمر بن حسین بن خلیل طبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے ایک دفعہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر! میری مجلس سے دور نہ ہو کیونکہ اس میں خلعتیں عطا ہوتی ہیں۔ اس شخص کے حال پر افسوس ہے۔ جس سے ایسی نعمت فوت ہو جائے۔ (فرد)

ہر کہ ایں دولت نخواہد خرمی بروے حرام
وانکہ ایں مجلس نجوید زندگی بروے حرام

راوی مذکور بیان کرتا ہے کہ تھوڑے عرصے کے بعد مجلس میں اتفاقیہ مجھے نیند نے مغلوب کیا تو دیکھا کہ سبز اور سرخ خلعتیں اہلِ مجلس پر آسمان سے نازل ہوئی ہیں۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے چاہا کہ لوگوں کو اس حال سے آگاہ کروں۔ اسی وقت آنحضرت نے آواز کی اور فرمایا کہ اے فرزند! خاموش رہو۔ فلیس الخبر کالمعاینۃ یعنی

ع۔ شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ

شیخ عدی بن مسافر نقل کرتے ہیں کہ ایک روز جبکہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ

وعظ فرمارہے تھے۔ بارش شروع ہوئی تو آدمی متفرق ہوگئے۔ آپ نے سر اٹھا کر کہا کہ میں جمع کرتا ہوں اور تو منتشر کرتا ہے۔ اسی وقت مجلس پر سے مینہ تھم گیا اور مجلس کے باہر برستا رہا۔

شیخ ابا بکر بن احمد بن محمد طحاونی سے منقول ہے کہ شیخ عماد فرماتے تھے کہ ایک دن شیخ عبدالقادر وعظ فرمارہے تھے کہ بارش ہوئی شیخ رضی اللہ عنہ نے سر اٹھا کر کہا میں جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے۔ اسی وقت خدا کے حکم سے مجلس پر سے مینہ تھم گیا اور باہر برسنا شروع کیا۔ راوی مذکور بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن شہر سے باہر آیا ہوا تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔ میں نے کہا کہ معتبر آدمیوں کے ذریعہ مجھے معلوم ہے کہ ایک دن شیخ عبدالقادر وعظ فرمارہے تھے کہ بارش شروع ہوگئی تو آپ نے سر اٹھا کر کہا تھا کہ میں جمع کرتا ہوں اور تو منتشر کرتا ہے تو اسی وقت بارش تھم گئی تھی۔ خداوندا ان کی حرمت سے مجھ سے بارش کو ٹھہرا۔ پس بارش تھم گئی اور میں گھر پہنچ گیا اور بعد میں برسنا شروع کیا۔



اٹھارہواں باب

آپ کی تدریس اور فتوے کے بیان میں

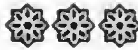
شیخ عبدالوہاب سے منقول ہے کہ میرے والد بزرگوار کی تدریس اور فتویٰ کی مدت اپنے مدرسہ میں ۵۲۸ھ سے لے کر ۵۶۱ھ تک قریب ۳۳ سال کے ہے اور شریف عبداللہ ابومحمد بن خضر حسینی موصلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علموں میں کلام کرتے تھے اور آپ مدرسہ میں پہلے اور پچھلے پہر تفسیر اور علمِ حدیث اور مذہب اور درس خلاف و اصول اور نحو پڑھایا کرتے تھے اور ظہر کے بعد قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

شیخ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن محمد ہاشمی بغدادی اور شیخ محی الدین محمد اور شیخ سیف الدین محمد سے منقول ہے کہ قاضی القضاۃ ابی صالح اپنے باپ عبدالرزاق اور اپنے چچا عبدالوہاب سے اور ابوالحسن عمر بزاز سے خبر دیتے ہیں کہ جب کبھی کوئی فتویٰ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا جاتا تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس پر رات گذری ہو یا کبھی مطالعہ کیا ہو یا غور بھی کی ہو۔ بلکہ پڑھتے ہی اس پر اپنا فتویٰ لکھ دیتے تھے اور آپ فتویٰ بقول امام شافعی اور احمد بن حنبل کیا کرتے تھے اور جب عراق کے علماء آپ کا فتویٰ دیکھتے تو وہ سرعتِ جواب اور درستی سے متعجب ہو جاتے جو ان کی خدمت میں رہ کر شرعی فتوؤں میں مشغول ہوتا تھا' وہ تھوڑے ہی عرصے میں اپنے ہمسروں پر فائق ہو جاتا تھا اور وہ اس کے محتاج ہوتے تھے۔

شیخ عبدالرزاق سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک فتویٰ عجم سے بغداد میں آیا اور علمائے عراقین نے بھی دیکھا۔ لیکن کسی سے اس کا جواب شافی نہ بن آیا۔ اس مسئلہ کی صورت یہ تھی کہ ایک آدمی نے تین طلاق کی قسم اس طرح کھائی کہ میں

ایک ہفتہ تک تن تنہا ایسی عبادت کروں گا کہ اس ہفتہ میں وہ عبادت اور کوئی نہ کرے۔ اب اس کو کون سی عبادت کرنی چاہیے کہ طلاق واقع نہ ہو۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ میں یہ فتویٰ اپنے والد بزرگوار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا تو فی الفور انہوں نے اس پر یہ جواب لکھا کہ اس آدمی کو مکہ میں جا کر مطاف کو خالی کرانا چاہیے اور ایک ہفتہ تک تنہا طواف کرنا چاہیے۔ تا کہ وہ سوگند سے نکلے۔

شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ بقا بطو کے ہمراہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی قبر پر زیارت کو گیا پس میں نے دیکھا کہ وہ قبر سے نکل کر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے بغل گیر ہوئے اور کہا اے شیخ عبدالقادر! میں آپکی طرف علم شریعت اور طریقت اور حقیقت اور علم وفعل حال میں محتاج ہوں۔



انیسواں باب

آنحضرت کی وفات کے بیان میں

شیخ عبدالوہاب قدس اللہ سرہٗ سے منقول ہے کہ ہر ایک نیا مہینہ شروع ہونے سے پیشتر میرے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اگر اس میں کوئی برائی یا سختی مقدر ہوتی تو ناخوش صورت میں اور اگر اس میں خیر و برکت مقدر ہوتی تو اچھی صورت میں ظاہر ہوتا۔ ۵۶۰ھ کے ماہ جمادی الآخر کے آخری جمعہ کے روز جبکہ مشائخ کرام کی ایک جماعت آنجناب کی خدمت میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک خوبصورت جوان نے آکر کہا السلام علیک یا ولی اللہ! میں ماہ رجب ہوں اور آپ کو مبارک باد دینے کے علاوہ جو کچھ خیر و شر سے مجھ میں مقدر ہے' عرض کرنے آیا ہوں۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ ہم نے اس ماہ رجب میں سوائے نیکی اور خیر کے اور کچھ نہ دیکھا اور رجب کے آخری اتوار کے روز ایک شخص بری صورت میں آپ کی خدمت میں آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ! میں ماہ شعبان ہوں اور آپ کو مبارک باد دینے آیا ہوں اور نیز جو کچھ میں بغداد کی خلقت کی نسبت موت و فنا اور حجاز میں گرانی اور خراسان میں کشت و خون مقدر ہے۔ عرض کرنے آیا ہوں۔ جب ماہ شعبان آیا تو ویسا ہی ہوا اور آنجناب کی طبیعت ماہ شعبان میں چند دن علیل ہوئی اور سوموار کے روز انتیسویں شعبان کو جبکہ آنحضرت کی خدمت میں بہت سے مشائخ مثلاً شیخ علی بن ہیتی اور شیخ نجیب الدین سہروردی وغیرہ حاضر تھے۔ ایک معزز اور بہادر شخص نے آکر کہا السلام علیک یا ولی اللہ! میں ماہ رمضان ہوں اور جو کچھ آپ پر مجھ میں ہونا ہے اس کی عذر خواہی کیلیے آیا ہوں اور نیز آپ کو وداع کرنے کیلیے۔ کیونکہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔ بس وہ چلا گیا اور آنحضرت نے دوسرے سال ماہ ربیع الآخر میں دنیا سے انتقال فرمایا اور دوسرے

رمضان سے ملاقات نہ ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالوہاب کی نسبت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے آنجناب کی مرض موت میں آپ سے وصیت طلب کی تو آنحضرت نے فرمایا علیک بتقوی اللّٰہ وَطَاعته یعنی ایسا تقوی کرنا جو محض للہ ہو اور اس کی اطاعت کو لازم جان وَلاتخف احداً اولا ترجمہ یعنی نہ کسی سے خوف کر اور نہ کسی سے امید رکھ وَکل الحوائج الی اللّٰہ کلھا واطلب منه یعنی تمام حاجتوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر اور اسی سے ان کو طلب کرو لاتثق باحدٍ سوی اللّٰہ عزوجل ولا تعمد الا علیه التوحید التوحید اجماع الکل یعنی خداوند تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسا نہ کر اور اس کے سوا کسی کا اعتبار نہ کر توحید پر سب کا اجماع ہے۔ اس کے بعد اپنی اولاد کو جو ان کے گرد بیٹھی ہوئی تھی۔ فرمایا کہ تمہارے علاوہ میرے نزدیک ایک اور جماعت آئی ہے اٹھو اور اس کو جگہ دو اور ان کا ادب بجا لاؤ۔ اس جگہ رحمتِ عظیم نازل ہو رہی ہے اور جگہ تنگ ہے اور پھر فرمایا علیک السّلام ورحمة اللّٰہ وبرکاته وَغفر اللّٰہ لی ولکم وتاب علّی وعلیکم یعنی تم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت اور خداوند تعالیٰ مجھے اور تم کو بخشے اور میری اور تمہاری توبہ قبول کرے۔

اور روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رات ان کلمات کو فرماتے رہے۔ انا لا ابالی بشئ ولابملک الموت یعنی میں کسی چیز کی پروا نہیں کرتا اور ملک الموت سے بھی نہیں ڈرتا۔

شیخ عبدالرزاق اور شیخ ابونصر موسیٰ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت کے پاس ملک الموت آیا تو آپ نے فرمایا استعنت بلا اله الا اللّٰہ الحی الذی لایموت ولایخشٰی سبحان من تعزز بالقدرت والقاھر العباد بالموت لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ یہاں تک کہ جسم سے مفارقت کی رضی اللّٰہ عنه وارضاه عنّا۔

راوی مذکور کا بیان ہے کہ میں نے بارہا آنحضرت کو منبر پر فرماتے سنا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے خاص خاص بندوں کے پاس ماہِ رمضان آ کر ان امور کی نسبت جو اس میں ان پر مرض وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ عذر خواہی کرتا ہے۔

اے درویش! واضح رہے کہ آنحضرت کی وفات کی نسبت مفتاح الاخلاص میں لکھا ہے کہ ۵٦۱ھ کے ماہ ربیع الآخر کی سترہویں تاریخ کو ہوئی اور بعضے رسالوں میں لکھا ہے کہ ربیع الآخر کی تیرہویں تاریخ کو ہوئی۔ لیکن پہلا ہی قول درست ہے۔ کیونکہ بعضے افاضل جو بغداد سے آئے ہیں وہ بھی بیان کرتے ہیں کہ آنجناب کا عرس سترہویں ماہ ربیع الآخر کو ہوا کرتا ہے اور بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ماہ ربیع الآخر میں واقع ہوئی اور یہ قول صحیح ہے کسی نے آپکی تاریخ وفات اس طرح پر کہی ہے۔ (قطعہ فی وفاتہ)

سلطانِ عصر و شاہِ جہاں قطب اولیاء کامد وفاتِ او ز قیامت علامتے
تاریخِ سال و وقتِ وفاتش چو خواستم از راویِ حدیث بگفتا قیامتے

(قطعہ)

غوثِ اعظم کریم محیٔ الدّین ہمہ لطف و کرامتے دیدم
پانصد و شصت دیک ز ہجرت بود کز وفاتش علامتے دیدم
سالِ تاریخ فوتِ آنحضرت اے معانی قیامتے دیدم
۵٦۱ھ



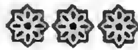
بیسواں باب

آنحضرت کے نسب کے بیان میں

شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی بن شیخ ابی صالح موسیٰ بن شیخ ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داود بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ثانی بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہٗ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔

اے درویش! واضح رہے کہ جون اسمائے متضادہ سے ہے جو سفید کیلیے بولا جاتا ہے اور سیاہ پر بھی مگر دوسرے معنوں میں اس کا استعمال زیادہ تر ہے۔ چونکہ موسیٰ گندم گوں تھے اس وجہ سے ان کو جون کہا کرتے تھے۔

اور عبداللہ محض؛ محض بمعنی خالص چونکہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے خالص تھے۔ اس لیے اس لقب سے ملقب ہوئے۔ کیونکہ ان کا باپ حسن مثنیٰ تھا اور ماں حسینؓ بن علی کرم اللہ وجہہ کی بیٹی تھی اور ان کو مُجَلّ کے نام سے بھی پکارا کرتے تھے۔ یہ لفظ اجلال سے مشتق ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ابوعبداللہ صومعی کی صاحبزادی تھیں اور آپ کی والدہ ماجدہ کو خیر وصلاح سے پورا نصیبہ تھا اور شیخ عبداللہ صومعی جیلان کے جلیل القدر مشائخ اور زاہدوں کے رئیسِ اعظم تھے۔ رضی اللہ عنہم



اکیسواں باب

آنجناب کی اولاد اور ان کے تفقہ کے بیان میں

شیخ سیف الدین عبدالوہاب جمال الاسلام قدوۃ العلماء فخر متکلمین نے تفقہ اور سماعِ علوم اپنے والد ماجد شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے کیا اور تحصیل علوم کی خاطر بلادِ عجم میں سفر کیا اور فنونِ علم حاصل کرنے کے بعد درس شروع کیا اور آنحضرت کے بعد ان کے مدرسہ سے بہت سے محدث، واعظ اور مفتی اور عالم و عارف ان کے فیضانِ صحبت سے بہرہ ور ہوئے اور عالم و عارف ہو گئے۔ آپ کی وفات بغداد میں پچیسویں شوال ۵۹۳ھ کو واقع ہوئی اور سنہ پیدائش پانچ سو بارہ ہجری ہے۔

ابوالفتح سلیمان شیخ شرف الدین عیسیٰ جمال علماء اور چراغ عراق و مصر اور متکلمین کی زبان تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں جامع تھے اور یہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیے تھے اور حدیث کا درس اور وعظ وفتوی فرمایا کرتے تھے۔ اور جواہر الاسرار وعلومِ صوفیہ ان کی تصنیف کی ہوئی ہیں۔ جن میں انہوں نے وہ وہ حقائق و اسرار بیان فرمائے ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو میسر نہ ہوئے تھے اور کتاب فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے انہیں کی خاطر تصنیف کی تھی اور ان کے فیضانِ صحبت سے بہت سے آدمی عارف اور عالم ہو گئے۔

شیخ شمس الدین عبدالعزیز جمال الاسلام وفخر العلماء نے تفقہ اور سماعِ علوم اپنے والد بزرگوار سے کیا۔ بہت سے لوگ ان کے فیضِ صحبت سے فاضل ہوئے اور سنجار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہیں متوطن ہوئے۔

شیخ عبدالجبار سراج علماء و مفتی عراق نے تفقہ اور سماعِ علوم اپنے والد ماجد سے کیا۔ حدیث اور وعظ درس فرمایا کرتے تھے۔ ان سے بہت سے آدمیوں نے

فیض حاصل کیا اور علوم میں انہیں کمال درجے کی دسترس تھی۔

شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق جو سراجِ عراق اور ائمہ دین کے جمال اور حافظوں کے فخر اور اسلام کے شرف اور اولیاء سے برگزیدہ تھے۔ انہوں نے تفقہ اور سماع علوم اپنے والد ماجد سے کیا اور حدیث اور درس اور فتویٰ فرمایا کرتے تھے۔ ان کے فیضانِ صحبت سے بہت سے شخص عالم و فاضل ہو گئے اور دائم الفکر اور زیادہ چپ رہنے والے اور صحیح الزہد تھے۔ رضی اللہ عنہ تیس سال تک آپ نے خداوند تعالیٰ سے شرم کے مارے سر نہ اٹھایا اور بغداد میں ماہ شوال کی چھٹی تاریخ ۵۹۲ھ کو وفات پائی اور آپ کی پیدائش ۵۲۸ھ میں ہوئی۔

شیخ ابواسحاق ابراہیم نے تفقہ اور سماع علوم اپنے والد سے کیا اور بڑے محدث ہوئے ہیں اور ۶۰۰ھ کو بغداد میں انتقال کیا۔

شیخ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ اور سماع علوم و حدیث کیا اور بغداد میں ستائیسویں صفر ۵۸۷ھ کو وفات پائی۔ آپکا سنہ پیدائش ۵۰۸ھ ہے۔

شیخ زکریا یحییٰ فقیہ اور عالم تھے اور تفقہ اور سماع اپنے والد بزرگوار سے کیا اور محدث ہوئے ہیں اور بغداد میں شب برأت کو ۶۰۰ھ میں وفات پائی اور ان کی تاریخ پیدائش ربیع الاول ۵۵۵ھ کی چھٹی تاریخ ہے۔ رضی اللہ عنہ

ابونصر موسیٰ سراج الفقہا و زینت المحدثین نے اپنے والد سے تفقہ کیا اور دمشق میں متوطن ہوئے اور اسی جگہ ۶۱۸ھ میں ربیع الاول کی پہلی رات کو وفات پائی اور انکی پیدائش ۵۳۹ھ میں ربیع الاول کے اخیر کو ہوئی تھی اور یہ آنحضرت کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

شیخ عبدالوہاب کے بیٹے

شیخ ابومنصور عبدالسلام اور شیخ ابوالفتح سلیمان تھے۔ شیخ ابومنصور نے تفقہ

اپنے جد امجد اور اپنے والد بزرگوار سے کیا اور اپنے جد امجد شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ چونکہ آپ ہمیشہ خدا کی طرف دھیان رکھتے اور دل کو بری باتوں سے دور رکھتے تھے۔ اس واسطے ان کا لقب صوفی پڑ گیا اور بغداد میں ماہ رجب کی تیسری تاریخ ٦١١ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کی پیدائش ذی الحجہ کی آخری رات ٥٤٠ھ کو ہوئی تھی۔

شیخ عبدالرزاق کے بیٹے

قاضی القضاۃ ابونصر صالح قدوۃ مشائخ اور مفتی عراق تھے اور اپنے والد شیخ عبدالرزاق سے تفقہ کیا اور سماع علوم اپنے والد اور اپنے چچا شیخ عبدالوہاب سے کیا اور بغداد میں ٦٣٣ھ کے ماہ شوال کی تیرھویں تاریخ کو وفات پائی۔

شیخ ابوالقاسم عبدالرحیم بن شیخ عبدالرزاق فاضل اور جلیل القدر اور جمیل المناقب لوگوں کے فخر تھے اور بغداد میں ساتویں ماہ ربیع الاول ٦٠٦ھ کو انتقال فرمایا۔

شیخ ابومحمد اسمٰعیل فخر فضلا اور فقیہ و محدث اور زیادہ خاموش رہنے والے اور خوش اخلاق تھے اور تیرہویں محرم ٦٠٠ھ کو بغداد میں اس دارِفانی سے رحلت فرمائی اور مقبرۂ امام احمد بن حنبل کے پاس دفن ہوئے۔

شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ نے تفقہ اپنے والد سے اور سماعِ علوم اپنے چچا شیخ عبدالوہاب سے کیا اور ٦٥٦ھ میں تاتار کے ہاتھ سے بغداد میں شہید ہوئے اور ان کی پیدائش بغداد میں ٥٧٤ھ کو ہوئی۔

اور اس فقیر کو بعض فضلا کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ شیخ عبدالرزاق کے فرزندوں سے ایک اس زمانہ میں موجود ہے۔ جس کا نام شیخ جمال اللہ ہے اور شکل وصورت میں اپنے جد امجد شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے ملتا جلتا ہے اور اکثر بسطام کے جنگلوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور کبھی کبھی بسطام میں بھی آتا ہے اور وہ

عزیز جس کو ان کی صحبت کا شرف حاصل ہوا تھا روایت کرتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ ان کے حضور میں عرض کی کہ انسان کامل موت اور زندگی میں مخیر ہوتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ یقینی طور پر تو مجھے معلوم نہیں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ جس وقت بابائے کلاں یعنی میرے جد امجد شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سماع میں گرم ہوتے تھے تو مجھ کو گود میں لے کر فرمایا کرتے تھے کہ اے جمال اللہ! میرے بھائی مہتر عیسیٰ علیہ السلام کو میرا سلام پہنچانا[1]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا اور وہ سلام جو میرے پاس بطور امانت ہے۔ ان کو پہنچاؤں گا۔ آپ کے فضل وعلم علیحدہ بیان ہونے کے مقتضی ہیں۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

شیخ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ کے بیٹے

ابومحمد عبدالرحمٰن مشائخ کرام اور زہاد کے جمال تھے اور آپ نے حدیث اپنے دادا شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور بغداد میں پانچویں محرم ۶۱۴ھ کو انتقال فرمایا۔

اور شیخ عبدالرحمٰن نے تفقہ اپنے چچا ابوبکر عبدلرزاق سے کیا اور بغداد میں ۶۳۴ھ کے ماہ ربیع الآخر میں وفات پائی اور اسی جگہ مدفون ہوئے۔

شیخ ابومحمد عبداللہ بن شیخ عبدالعزیز جمال اولیاء اور شرف مشائخ اور زمانے کے جلیل القدر لوگوں سے تھے اور ان کی کرامات کے لوگوں نے دفتر کے دفتر قلم بند کیے ہیں اور اکثر یہ صاحب پہاڑوں اور جنگلوں میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

شیخ ابوسلیمان داؤد بن شیخ ابوالفتح سلیمان فقیہ اور محدث اور مریدوں کے شیخ تھے۔ بغداد میں ماہ ربیع الاول کی اٹھارہویں تاریخ ۶۴۸ھ کو انتقال فرمایا اور اپنے دادا کے پاس مقبرۃ الحلبہ میں مدفون ہوئے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمال اللہ رجال الغیب میں شامل ہیں اور ظہور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت انہیں جناب غوث پاک کا سلام پیش کریں گے۔ (م۔ع۔م۔ح)

قاضی القضاۃ ابوصالح نصر کے بیٹے

شیخ محی الدین ابوعبداللہ سراجِ علما اور مفتی اہلِ عراق تھے اور اپنے والد سے تفقہ کیا۔ بڑے جلیل القدر، عزیز العلم، کثیر الحلم اور شکل میں اپنے دادا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے اور بغداد میں ۶۵۶ھ کو وفات پائی۔

شیخ ابوزکریا یحییٰ علمائے عراق کے جمال اور فخرِ متکلمین تھے اور تفقہ اپنے باپ سے کیا۔ ان کا کلام حقیقت اور شریعت کے مطابق اور عجیب اور فی البدیہہ ہے۔ آپ ۶۵۶ھ کو ماہ صفر میں تاتار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

املیت هذا الکتاب من الاوّل الٰی اٰخره بزاویة الروضة المقدس الحضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطّریقة برهان الحقیقة مصبَاح المشکوٰة الوجود داعی الی الله الودود سیدی ومولانی شیخ داود الذی قیل فی مناقبه

لو کان فینا للالوهیة صورة هی انت لا اکنی ولا هتزوو

(قطعہ)

تعالیٰ اللہ زہے شاہے کہ حضرت شیخ داوٗد است
کہ اندر صورت و سیرت نہ بندد بہ ازیں صورت
جمالش کعبۂ ملک و ملک باشد چنیں باشد
کہ روحِ شیخ محی الدین مجسم شد بدیں صورت

(رباعی)

جز دم قادریم نیست بخاطر حاضر ہست و زخیز و نشستم بزباں یا قادر
یا رب بحقِ جمال عبدالقادر یا رب بحقِ کمالِ عبدالقادر
برحالِ ابوالمعا زار و ضعیف رحمے کن و دہ وصالِ عبدالقادر

تَمَّتْ بِالْخَیر

